بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

"مرحبا بطالب العلم"

تحفۃ الطلبہ

ترجمہ تعلیم المتعلم طریق التعلم علامہ برہان الاسلام زرنوجی

تلمیذ صاحب ہدایہ رحمہ اللہ تعالیٰ مع الاربعین فی العلم للمترجم

ترجمہ: احقر (مفتی) عبد الستار گودھروی عفی عنہ

ناشر

طیب حاجی ادریس بدانی

گوندرا گودھرا

طيب ادريس بداني

9898765486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

فہرست مضامین

کتاب تحفۃ الطلبہ ترجمہ تعلیم المتعلم طریق التعلم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
١	عرض مترجم۔	١
٢	دیباچہ مؤلف۔	
٣	ان تھک محنت کے باوجود علم سے ادھورے یا کورے رہنے کی کیا وجہ ہے؟	١
۴	اصولوں کا چھوڑنا محنت کے باوجود محرومی لاتا ہے۔	
۵	اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ۔	
٦	تیرہ فصلوں پر تقسیم۔	٢
٧	پہلی فصل علم اور فقہ کی حقیقت اور فضیلت کے بیان میں۔	
٨	علم حاصل کرنا فرض ہے۔	٣
٩	کونسا علم فرض یا واجب ہے؟	
١٠	علم کی فضیلت۔	۴
١١	علم کے اکرام کی خاطر فرشتوں کا آدمؑ کے سامنے سجدہ۔	۴
١٢	علم کی فضیلت کا بھید۔	۴
١٣	فقہ کے بارے میں مدحیہ اشعار۔	۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۴	جس علم کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔	۶
۱۵	فرضِ عین، فرضِ کفایہ اور حرام کی مثال۔	۶
۱۶	علمِ طب (حکمت، ڈاکٹری) سیکھنا جائز ہے۔	۷
۱۷	علم کی دو قسمیں حضرت امام شافعیؒ کی زبانی۔	۷
۱۸	علم کی حقیقت کیا ہے؟	۷
۱۹	علمِ فقہ کی حقیقت حضرت امام ابو حنیفہؒ کی زبانی۔	۸
۲۰	دوسری فصل پڑھنے کے زمانہ میں نیت کرنے کے بیان میں۔	
۲۱	طلبہ کے لئے نیت کرنا ضروری۔	۹
۲۲	طلبہ کیا نیت کریں۔	۹
۲۳	علم حاصل کرنے کی نیت دنیا نہ ہو۔	۱۰
۲۴	ہمارے بڑے دنیا کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔	۱۰
۲۵	طلبہ کو اس مسئلہ میں بہت فکر کرنے کی ضرورت ہے۔	۱۱
۲۶	علماء، طلبہ کو اپنی آبرو بچانا ضروری ہے۔	۱۱
۲۷	تواضع کی تعریف اور تکبر کی برائی کے بارے میں اشعار۔	۱۲
۲۸	اپنے علمی وقار کو سمجھو۔	۱۲
۲۹	حضرت امام ابو حنیفہؒ کا وصیت نامہ طلبہ کے نام۔	۱۳
۳۰	تیسری فصل علم (موضوع)، استاذ اور ساتھی پسند کرنے اور جماؤ کے بیان میں۔	۱۴
۳۱	طلبہ کونسا علم سب سے پہلے پڑھیں؟	۱۴
۳۲	سب سے پہلا موضوع توحید ہے۔	

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۳۳	اگلے بڑوں کی باتیں لے لو، نئی نئی (بدعتیں) چھوڑ دو۔	۱۴
۳۴	استاذ کیسے ہونے چاہئے؟	۱۴
۳۵	ہر کام میں مشورہ ضروری ہے۔	۱۵
۳۶	آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں	۱۵
۳۷	مشورہ متقیوں سے کرو۔	۱۶
۳۸	علم اور استاذ کے پسند کرنے میں مشورہ ضروری ہے۔	۱۶
۳۹	استاذ بدلنا بے برکتی اور محرومی لاتا ہے۔	۱۶
۴۰	جمے رہنا اصل چیز ہے۔	۱۷
۴۱	تحصیل علم کیلئے چھ ضروری باتیں حضرت علیؓ کی زبانی۔	۱۸
۴۲	ساتھی کیسے ہونے چاہئے۔	۱۸
۴۳	چوتھی فصل علم اور علماء کی تعظیم کے بارے میں۔	
۴۴	علم، علماء کی عظمت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔	۲۰
۴۵	استاذوں کی تعظیم۔	۲۰
۴۶	استاذ کی عظمت حقیقت میں علم کی عظمت ہے۔	۲۰
۴۷	طلبہ کے ذمہ استاذ کے آداب وحقوق۔	۲۱
۴۸	استاذ کی اولاد اور متعلقین کا اکرام۔	۲۲
۴۹	استاذ کی خدمت بہت اونچے مقام پر پہونچا دیتی ہے۔	۲۲
۵۰	استاذ کی دلجوئی نہ کرنا انکو دکھ ہوجانا علمی نفع رسانی اور خدمات سے محروم کر دیتا ہے۔	۲۲
۵۱	کتابوں کی عظمت استاذوں کی عظمت ہے۔	۲۴

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۵۲	الگ الگ فن کی کتابیں رکھنے کی ترتیب۔	۲۴
۵۳	اچھی لکھائی بھی کتاب کی عظمت ہے۔	۲۴
۵۴	کتاب کی شکل کیسی ہونی چاہئے۔؟	۲۵
۵۵	لال روشنائی سے لکھنا فلسفیوں کا طریقہ ہے۔	۲۵
۵۶	ساتھیوں کا اکرام۔	۲۵
۵۷	علم (موضوع) خود پسند نہ کریں بلکہ استاذ کی پسند پر راضی ہو جائیں۔	۲۶
۵۸	پہلے زمانہ کے طلبہ کی کامیابی اور آجکل کے طلبہ کی ناکامی کی وجہ؟	۲۶
۵۹	حضرت امام بخاریؒ کا استاذ کے مشورہ پر موضوع (علم) بدل دینا۔	۲۶
۶۰	استاذ کے سامنے بیٹھنے کے آداب۔	۲۷
۶۱	طلبہ کو بد اخلاقی، برے برتاؤ سے دور رہنا چاہئے۔	۲۷
۶۲	پانچویں فصل۔ محنت، پابندی، اور بلند ہمتی کے بیان میں۔	۲۸
۶۳	طلبہ کے لئے محنت ضروری ہے۔	۲۸
۶۴	ایک طالبِ علم کے خاطر تین کی محنت ضروری ہے۔	۲۸
۶۵	علم اور مال دونوں جمع نہیں ہوتا۔	۲۸
۶۶	طلبہ کے لئے راتوں کو جاگنا ضروری ہے۔	۳۰
۶۷	سبق کی پابندی اور سبق کا وقت۔	۳۱
۶۸	طلبہ کے لئے بلند ہمت رہنا ضروری ہے۔	۳۳
۶۹	بنیادی چیز محنت اور بلند ہمتی ہے۔	۳۶
۷۰	علمِ نافع کے فوائد۔	۳۶
۷۱	سستی کے اسباب اور اسکا علاج۔	۴۱

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۷۲	بلغم کاٹنے والی چیزیں۔	۴۱
۷۳	کھانا کم کرنے کا طریقہ۔	۴۱
۷۴	زیادہ کھانیکے نقصانات۔	۴۲
۷۵	کھانا کس طرح کم کریں۔	۴۲
۷۶	چھٹی فصل سبق شروع کرنے، سبق کی مقدار اور سبق کی ترتیب کے بیان میں۔	۴۳
۷۷	بدھ کے دن سبق شروع کرنے کی وجہ۔	۴۳
۷۸	شروع شروع میں کتنا کتنا سبق پڑھانا چاہیئے؟	۴۳
۷۹	اصل دوہرانا ہے سبق چاہے جتنا ہو۔	۴۴
۸۰	مذاکرہ، مناظرہ کی ضرورت اور طریقہ۔	۴۶
۸۱	الزامِ خصم کیلئے مناظرہ کرنا جائز نہیں ہے۔	۴۷
۸۲	مذاکرہ، مناظرہ، تکرار سے زیادہ مفید ہے۔	۴۷
۸۳	علمی گہرائی میں اترنا۔	۴۷
۸۴	بات کرنے کے پانچ اصول۔	۴۸
۸۵	علمی استفادہ ہر وقت، ہر حال میں ہر شخص سے کرنا چاہیئے۔	۴۹
۸۶	ہمارے بزرگوں کا بہت ہی چھوٹوں سے استفادہ۔	۴۹
۸۷	ہمارے بڑوں نے اپنے مشغلوں میں علم کیسے حاصل کیا اور علمی ترقی کیسے ہوتی ہے؟	۴۹
۸۸	طلبہ کو "مَا تَقُوْلُ" کا نام کیوں دیا گیا۔	۵۰

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۸۹	کمانے کے ساتھ ساتھ پڑھنا پڑھانا۔	
۹۰	غربت علمی رکاوٹ نہیں ہے۔	۵۰
۹۱	مالداروں میں علم اور علماء۔	
۹۲	حمد اور شکر علمی ترقی کا ذریعہ ہے۔	۵۱
۹۳	علم اور ہدایت اللہ تعالیٰ سے مانگیں عقل سے نہیں۔	۵۱
۹۴	اہل سنت والجماعت نے اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگی اور باطل پرستوں نے عقل سے۔	۵۱
۹۵	اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو تو علم کے پیچھے خرچ کرو۔	
۹۶	حضرت امام محمدؒ کا علم کے خاطر مالِ کثیر خرچ کرنا۔	۵۲
۹۷	حضرت امام محمدؒ کی خودداری۔	۵۳
۹۸	طلبہ، علماء، کو خودداری سے رہنا چاہیے۔	۵۳
۹۹	لالچ فوری غریبی ہے۔	۵۳
۱۰۰	پہلے زمانہ میں طلبہ ہنر سیکھتے تھے پھر پڑھتے تھے۔	۵۳
۱۰۱	ڈر اور امید صرف اللہ سے رکھنا ضروری ہے۔	۵۴
۱۰۲	آموختہ اور سبق کا تکرار کتنی مرتبہ ہونا چاہیے یہ مقرر کرلینا ضروری ہے۔	۵۴
۱۰۳	تکرار زور سے کریں یا دھیمی آواز سے۔	
۱۰۴	حضرت امام ابویوسفؒ کے تکرار کا طریقہ۔	۵۵
۱۰۵	پابندی نہ کرنا بہت بڑی آفت ہے۔	۵۵
۱۰۶	فقہ کی کوئی ایک کتاب ضرور یاد کرلینی چاہیے۔	۵۶

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰۷	ساتویں فصل توکل کے بیان میں۔	۵۷
۱۰۸	طلبہ کو روزی، روٹی کی فکروں میں نہیں پڑنا چاہیے۔ طلبہ کے لئے روزی کا وعدہ۔	۵۷
۱۰۹	دنیا کی فکریں اور علم جمع نہیں ہو سکتے۔	۵۷
۱۱۰	بقدرِ ضرورت روزی کی فکر میں لگنے میں کوئی حرج نہیں۔	۵۸
۱۱۱	طلبہ کو دنیاوی تعلقات کم رکھنے چاہیئے۔	۵۸
۱۱۲	علمی سفر تکالیف سے خالی نہیں ہوتا۔	۵۹
۱۱۳	علم حاصل کرنا جہاد سے افضل ہے۔	۵۹
۱۱۴	علمی لذت سب لذتوں سے بڑھ چڑھ کر ہے۔	۵۹
۱۱۵	علم کتنی عمر میں حاصل کرنا چاہیئے؟	۵۹
۱۱۶	سکرات کے عالم میں اکابر کا علمی مشغلہ۔	۶۰
۱۱۷	علمی لذت میں موت کی کڑواہٹ بھی محسوس نہیں ہوتی۔	۶۰
۱۱۸	آٹھویں فصل علم حاصل کرنے کے وقت (عمر) کے بیان میں۔	۶۱
۱۱۹	طالبِ علمی کا زمانہ پیدائش سے موت تک ہے۔	۶۱
۱۲۰	نویں فصل شفقت اور نصیحت کے بیان میں۔	۶۲
۱۲۱	دوسروں کی بھلائی چاہنے والے نوازے جاتے ہیں۔	۶۲
۱۲۲	مہمانانِ رسولؐ طلبہ کو اپنی اولاد پر ترجیح دینا اسلاف کا طریقہ ہے۔	۶۲
۱۲۳	لڑائی جھگڑے سے دور رہنا طلبہ کیلئے خاص طور پر ضروری ہے۔	۶۳
۱۲۴	طلبہ کو بالخصوص کسی سے دشمنی نہیں رکھنی چاہیئے۔	۶۴
۱۲۵	بدگمانی سے بھی بچنا ضروری ہے۔	۶۵

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۲۶	بدگمانی کی اصل وجہ نیت کی خباثت اور بدکرداری ہے۔	۶۵
۱۲۷	دسویں فصل استفادہ (دوسروں سے سیکھنے) کے بیان میں	۶۷
۱۲۸	سیکھنے کی غرض سے قلم کاپی ہر وقت ساتھ رکھنا چاہئے۔	۶۷
۱۲۹	لکھائی کے بارے میں حضورؐ کی تاکید۔	۶۷
۱۳۰	قطرہ قطرہ دریا۔	۶۸
۱۳۱	پرانے باصلاحیت علماء کو غنیمت سمجھو۔	۶۸
۱۳۲	علم کے خاطر مشکلات سے مقابلہ کرنا اور ذلیل ہونا اور چاپلوسی کرنا۔	۶۹
۱۳۳	گیارہویں فصل پڑھنے کے زمانہ میں پرہیزگاری کے بیان میں۔	۷۰
۱۳۴	کمالِ پرہیزگاری کیا ہے؟	۷۰
۱۳۵	اکابر علماء بازاری کھانوں سے پڑھنے کے زمانہ میں بھی پرہیز کرتے تھے۔	۷۱
۱۳۶	طلبہ کو غیبت اور بلاضرورت زیادہ بولنے والوں سے دور رہنا چاہئے۔	۷۱
۱۳۷	طلبہ کو فسادیوں، پاپیوں اور بیکاروں سے بچنا ضروری ہے۔	۷۱
۱۳۸	قبلہ رُخ بیٹھنے پر صلاحیت (استعداد) پیدا ہونے کا ایک واقعہ۔	۷۲
۱۳۹	نمازوں کی کثرت طلبہ کے لئے ضروری ہے۔	۷۳
۱۳۹	بارہویں فصل حافظہ (یادداشت) بڑھانے والی چیزوں کے بیان میں۔	۷۵

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱۴۰	سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل۔	۷۵
۱۴۱	کتاب ہاتھ میں لیتے وقت یہ دعا پڑھیں۔	۷۵
۱۴۲	ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھیں۔	۷۵
۱۴۳	حافظہ (یادداشت) بڑھانے والی کچھ چیزیں۔	۷۶
۱۴۴	یادداشت کمزور کرنے والی چیزیں۔	۷۶
۱۴۵	یادداشت کمزور کرنے والی کچھ اور چیزیں۔	۷۸
۱۴۶	تیرھویں فصل روزی میں برکت اور بے برکتی پیدا کرنیوالی چیزوں اور عمر کو بڑھانے گھٹانے والی چیزوں کے بیان میں۔	۷۹
۱۴۷	بے برکتی لانے والے اسباب۔	۸۰
۱۴۸	روزی کی برکت کے کچھ اسباب۔	۸۱
۱۴۹	روزی کو کھینچ لانے والے اسباب میں سب سے مفید اسباب۔	۸۲
۱۵۰	روزی بڑھانے والے وظیفے۔	۸۳
۱۵۱	روزی بڑھانے والے اور اسباب۔	۸۴

مؤلفِ کتاب (تعلیم المتعلم طریق التعلم)

حضرت علامہ کفوی صاحب کتاب الاعلام الاخیار من فقہاء مذہب النعمان المختار رحمہ اللہ تعالی اپنی اسی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ برہان الاسلام زرنوجی صاحبِ کتاب تعلیم المتعلم اور وہ عمدہ، مفید کتاب ہے جو چند فصلوں پر مشتمل قلیل الحجم، کثیر المنافع ہے اور آپ صاحبِ ھدایہ (متوفی ۵۹۳ھ) کے شاگرد ہیں"۔

حضرت مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی" فرماتے ہیں کہ" میں نے تعلیم المتعلم کا مطالعہ کیا ہے وہ جیسا کہ (حضرت علامہ) کفوی" نے فرمایا عمدہ، مفید (کتاب) ہے"۔

(از فوائد بہیہ فی تراجم حنفیہ)

کتابی مختصرات افاداتِ حضرت تھانوی

ومما یلحق بھذا الباب معرفة مصطلحات العلماء فی الکتابة ویتکفل ھذا الجدول باکثرہ							
علامة	اصل لفظ	علامة	اصل لفظ	علامة	اصل لفظ	علامة	اصل لفظ
یقہ	یقال	صح	صحیح	ج	جمع	س	سوال
ج	جواب	ع	موضع فی کتب اللغة	ع - عم	علیہ السلام	رضہ - رضہ	رضی اللہ عنہ
رح - رحہ	رحمہ اللہ تعالیٰ	صلعم	صلی اللہ علیہ وسلم	ح	حینئذٍ	الخ - اہ	الی آخرہ
کک	کذلک	اہ	انتہی	نا - ثنا	حدثنا	انا	انبأنا - اخبرنا
ح	التحویل عند المحدثین	ف	فائدہ	بطہ	باطل	لہ - لہ	بدلہ
ھ	ھجریۃ	مکہ	من کل واحد فی کتب اللغة	مم	ممنوع	لا نم	لا نسلم
ھف	ھذا خلف	عط - عف	عطف	الش	الشارح	الظ	الظاہر
تعہ - تع	تعالیٰ	ن - نہ	نسخة اخری	جج	جمع الجمع	المص	المصنف
ص	اصل	م - مہ	متن	ش	شرح	ع - ع	عیسویۃ
١٢	علامة حل الحاشیة	ـــــ	علامة المتن	بتہ ؎	علامة الابتداء	+ - ÷	علامة الانتہاء
سقہ ھذا غلط دریۃ	علامة رجوع الضمیر	٧-٧	علامة التتمة	ہے	علامة الحاشیة	الی غیر ذلک ؎	

؎ وقیل علامة قطع العبارة لان البت بمعنی القطع ١٢ ؎ مخطوطًا علامة فقط ١٢ منہ ل۔ علامة مشتمل الی کتب الطب ١٢

عرضِ مترجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین محمد وعلیٰ الہٖ وصحبہٖ اجمعین۔

یہ رسالہ تعلیم المتعلم مؤلفہ حضرت علامہ بُرہانُ الدِّین زرنوجی رحمہ شاگردِ صاحبِ ہدایہ رحمہا اللہ تعالیٰ کا انتہائی آسان ترجمہ ہے۔ مؤلف نے اس میں طلبہ بلکہ اساتذہ اور والیانِ طلبہ کے لئے بے حد ضروری اور مفید باتوں کو جمع کیا ہے، گو بعض باتیں ثبوت کی محتاج ہوں لیکن تجربہ پر پوری اتری ہوئی ہیں، اور انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں مع حوالجات پیش کی جائیں گی، اہل علم طبقہ تو اصل عربی کتاب سے مستفید ہو سکتا ہے اور اردو تراجم بھی ہوں گے کیونکہ اسقدر مفید تالیف کو ہمارے مخلص اردو مترجمین نظر انداز کر دیں ایسا مشکل ہے، تاہم مترجمین ادبی معیار اور مخلوط عربی فارسی طرز سے کنارہ کش ہو جائیں یہ بھی بعید بات ہے، رسالہ اپنی افادیت کے اعتبار سے مقتضی ہے کہ اسکو عام سے عام طبقہ تک پہونچایا جائے، اُنہیں ادنیٰ سے ادنیٰ اردو داں طبقہ کا لحاظ کرتے ہوئے بقدرِ امکان تسہیل کی غرض سے ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے اس لئے ادب نواز، زبان پرور احباب سے معذرت چاہتے ہوئے مزید تسہیل کا خواہاں ہوں۔ زباں دانی، ادب پروری بندہ کی بساط سے دور کی بات ہے، ایک اندرونی جذبہ "نفع رسانی" ملحوظ ہے، اس سے قبل اس کا گجراتی ترجمہ احباب کے سامنے پیش کیا تھا جو الحمد للہ حوصلہ افزا

ثابت ہونے کے ساتھ اردو ترجمہ کا مقتضی ثابت ہوا جو بفضلِ خدا مکمل ہو گیا اور اب بنامِ تحفۃ الطلبہ آپ قارئین احباب کے سامنے بھی آگیا ہے اصلاح اور دعاءِ قبولیت کی التجا رہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو نافع بنائے اور قبول فرمائے۔ آمین۔

وحسبنا اللہ ونعم الوکیل وھو تعالیٰ ولی التوفیق۔

فقط بندہ ابو محمد احمد عبدالستار عفی عنہ

چہل حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ حِزْبِ اللّٰہِ اَمَّا بَعْدُ فَھٰذِہٖ اَرْبَعُوْنَ فِیْ اَحْکَامِ الْعِلْمِ وَفَضَائِلِہٖ وَمَنَاقِبِہٖ وَآدَابِہٖ جَمَعَھَا الْعَبْدُ الضَّعِیْفُ ابو محمد اَحْمَدْ عبدُ الستار حَفِظَھُمَا اللّٰہُ مِنَ الشُّرُوْرِ وَالْاَشْرَارِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ وَضَارٍّ وَحَشَرَھُمَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔

(۱) ـــــ رَوَی الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَلِیٍّ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ وکَرَّمَ وَجْھَہٗ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ۔ وفی روایۃِ ابنِ مَاجَۃَ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ۔ بقیہ صفحہ ۸ پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے آدم کے بیٹوں کو ساری دنیا پر علم اور عمل کے صدقہ میں برتری بخشی اور درود وسلام عرب اور عجم کے سردار حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی آل اور صحابہ پر ہو جو علوم وحکمتوں کے سرچشمے ہیں۔

حمد اور صلوٰۃ کے بعد

ان تھک محنت کے باوجود علم سے ادھوریا کورے رہنے کی کیا وجہ ہے؟

میں نے اپنے اس زمانہ میں دیکھا کہ بہت سے طلبہ علمی محنتیں کرتے ہیں اور منزلِ مقصود (تکمیل اور استعداد بنانے) تک نہیں پہونچتے اور علم کے فائدوں اور ثمروں، نتیجوں سے کورے رہ جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ علم حاصل کرنے کے طریقوں (اصولوں) کو چوک گئے ہیں اور علم حاصل کرنے کی شرطوں کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

اصولوں کا چھوڑنا محنت کے باوجود محرومی لاتا ہے۔

اور (قاعدہ کی بات ہے کہ) جو بھی آدمی کام کا طریقہ چوکے گا بھٹک جائے گا اور مقصد نہیں پا سکے گا چاہے مقصد تھوڑا (چھوٹا) ہو یا بڑا۔

اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ میں نے فیصلہ کیا اور چاہا کہ میں علم حاصل کرنے کا طریقہ بیان کردوں جو (طریقہ) میں نے کتابوں میں پڑھا اور میرے علم اور حکمت کے ماہر استاذوں سے سنا۔ ان لوگوں سے دعا کی امید کرتے ہوئے جو اسکا شوق رکھتے ہیں اور جنکا قیامت کے دن کامیاب

اور (جہنم سے) آزاد ہونا مقدر ہے۔

میں نے اس بارے میں استخارہ بھی کیا ہے اور میں نے اس کتاب کا نام (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّمِ طَرِيْقَ التَّعَلُّمِ) رکھا اور میں نے اسکو کچھ (تیرہ) فصلوں پر تقسیم کیا ہے۔

(۱) پہلی فصل علم اور فقہ کی حقیقت اور فضیلت کے بیان میں۔

(۲) دوسری فصل علم حاصل کرنے کی نیت کے بیان میں۔

(۳) تیسری فصل علم (موضوع) اور استاذ اور ساتھی پسند کرنے اور جماؤ کے بیان میں۔

(۴) چوتھی فصل علم اور علماء کی عظمت کے بیان میں۔

(۵) پانچویں فصل محنت اور پابندی اور ہمت کے بیان میں۔

(۶) چھٹی فصل سبق شروع کرنے، سبق کی ترتیب اور سبق کی مقدار کے بیان میں۔

(۷) ساتویں فصل توکّل (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے) کے بیان میں۔

(۸) آٹھویں فصل علم حاصل کرنے کی عمر کے بیان میں۔

(۹) نویں فصل شفقت اور خیر خواہی کے بیان میں۔

(۱۰) دسویں فصل استفادہ (دوسروں سے سیکھنے) کے بیان میں۔

(۱۱) گیارہویں فصل پڑھنے کے زمانہ میں پرہیزگاری کے بیان میں۔

(۱۲) بارہویں فصل یادداشت بڑھانے گھٹانے والی چیزوں کے بیان میں۔

(۱۳) تیرہویں فصل روزی میں برکت، بے برکتی اور زندگی میں برکت بے برکتی پیدا کرنے والی چیزوں کے بیان میں۔

اور توفیق تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، اسی پر میں بھروسہ کئے ہوئے ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پہلی فصل

علم اور فقہ کی حقیقت اور فضیلت کے بیان میں

علم حاصل کرنا فرض ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے۔

کونسا علم فرض یا واجب ہے؟

اب یہ جان لینا ضروری ہے کہ ہر آدمی پر ہر طرح کا علم فرض نہیں ہے۔ بلکہ علمِ حال (خود کو پیش آنے والی باتوں کا جاننا) ضروری ہے۔ یوں سمجھئے کہ سب سے اونچا علم وہ ہے جس کی ابھی ضرورت ہے اور سب سے اونچا عمل بھی وہ ہے جس کی ابھی ضرورت ہے تو (خلاصہ یہ کہ) مسلمان پر وہ علم فرض ہے جس کی ضرورت ہے۔ وہ جونسے بھی حال کا ہو، اب جیسے نماز پڑھنا ضروری ہے تو نماز کو لگتا اتنا علم ضروری ہے جس سے نماز کا ذمہ اتر جائے اور جس سے کسی واجب کا ذمہ اتر جائے اسکو حاصل کرنا واجب ہے، کیونکہ جو چیز فرض عمل کا ذریعہ ہے اس (ذریعہ) کو حاصل کرنا بھی فرض ہے اور جو چیز واجب کا ذریعہ ہے تو اسکو حاصل کرنا واجب ہے۔

اسی طرح روزہ میں اور اگر مال ہو تو زکوٰۃ میں بھی، اور حج فرض ہو تو حج میں بھی، ایسے ہی خرید نے بیچنے میں لگا ہو تو خرید نے بیچنے کے مسئلوں میں بھی۔

حضرت امام محمد بن حسنؒ سے پوچھا گیا کہ آپ زہد (دنیا کے ذریعہ آخرت بنانے) کے بارے میں کوئی کتاب نہیں لکھتے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ میں

کتاب البیوع (خرید نے بیچنے کے مسئلوں کی کتاب) لکھ چکا ہوں مطلب یہ ہے کہ زاہد وہ آدمی ہے جو شک شبہ والی اور مکروہ چیزوں سے بچے اور اسی طرح سب معاملات اور سارے ہنر ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو آدمی بھی ان میں سے کسی میں لگتا ہے اس پر اس سے جڑے ہوئے حرام سے بچنا فرض ہے۔

اسی طرح دل سے لگتی چیزیں جیسے توکّل (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا) اِنَابَتْ (اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا) اور خَشْیَتْ (اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا) اور رضا (اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر خوش رہنا) یہ سب باتیں ہر حال میں پیش آنے والی چیزیں ہیں۔

علم کی فضیلت

علم کی فضیلت کسی سے چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ علم ہی انسان کی خاص خوبی ہے کیونکہ علم کے سوا جتنی خوبیاں انسان میں ہیں اس میں انسان اور دوسرے جانور سب برابر ہیں جیسے بہادری، دلیری، طاقت، اور سخاوت اور مہربانی وغیرہ علم کے سوا۔

علم کے اکرام کے خاطر فرشتوں کا حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ

اور علم ہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر فرمائی اور فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السّلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا۔

علم کی فضیلت کا بھید

علم کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور تقویٰ سے انسان اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں عزت اور ہمیشہ کی خوش نصیبی پاتا ہے جیسا کہ

حضرت امام محمد بن حسن بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کو کہا گیا (مقدمہ نورالایضاح میں حضرت مولانا اعزاز علیؒ نے یہ شعر حضرت امام محمدؒ کی طرف منسوب کئے ہیں۔)

تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَیْنٌ لِاَھْلِہٖ ۔۔۔ وَفَضْلٌ وَّعُنْوَانٌ لِکُلِّ الْمَحَامِدِ

وَکُنْ مُسْتَفِیْدًا کُلَّ یَوْمٍ زِیَادَۃً ۔۔۔ مِنَ الْعِلْمِ وَاسْبَحْ فِیْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ

تَفَقَّہْ فَاِنَّ الْفِقْہَ اَفْضَلُ قَائِدٍ ۔۔۔ اِلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاَعْدَلُ قَاصِدٍ

ھُوَ الْعَلَمُ الْھَادِیْ اِلٰی سُنَنِ الْھُدٰی ۔۔۔ ھُوَ الْحِصْنُ یُنْجِیْ مِنْ جَمِیْعِ الشَّدَائِدِ

فَاِنَّ فَقِیْھًا وَاحِدًا مُتَوَرِّعًا اَشَدُّ ۔۔۔ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

علم حاصل کرو، بے شک علم علماء کے لئے زینت ہے۔ اور فضیلت اور ساری خوبیوں کا نشان ہے۔

اور روزانہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو، اور (علمی) فائدوں کے سمندروں میں تیرا کرو۔

فقہ (مسئلہ مسائل کا علم) حاصل کیا کرو، بیشک فقہ بہترین رہبر ہے۔ بھلائی اور تقویٰ کا اور انصاف پسند قاصد ہے۔

فقہ تو ہدایت کی سنتوں کی نشاندہی کرنے والی چوٹی ہے۔ فقہ تو ایسا قلعہ ہے جو تمام سختیوں سے بچاتا ہے۔

بے شک ایک پرہیزگار فقیہ (مسائل کا عالم) شیطان پر ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ بھاری ہے۔

اسی طرح تمام اخلاق میں بھی جیسے کہ سخاوت اور کنجوسی اور بزدلی اور بہادری اور تکبر اور عاجزی اور پرہیزگاری اور فضول خرچی وغیرہ میں

تو اب تکبر اور کنجوسی اور بزدلی اور فضول خرچی حرام ہے اور ان بُری خصلتوں سے بچنا ان کے علم کے بغیر اور ان سے الٹی عمدہ خصلتوں کے علم کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے تو ان کا علم بھی انسان پر فرض ہوگا۔

سید امام اجل شہید حضرت ناصر الدین ابو القاسمؒ نے اخلاق کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے اور بہت اچھی کتاب لکھی ہے، ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کو یاد کر لینا ضروری ہے۔

جس علم کا حاصل کرنا فرضِ کفایہ ہے

کبھی کبھی پیش آنے والی چیزوں (یا باتوں) کو عمل میں لانا فرضِ کفایہ ہے، جب شہر کے کچھ لوگ اس کو ادا کر دیتے ہیں تو باقی لوگوں کی ذمہ داری نہیں رہتی، اور اگر شہر کا کوئی بھی آدمی اسکو ادا نہ کرے تو سب کے سب لوگ گنہگار ہوتے ہیں، اور حاکمِ وقت کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو اسکے ادا کرنے کا حکم کرے اور لوگوں کو اسکے ادا کرنے پر مجبور کرے۔

فرضِ عین فرضِ کفایہ اور حرام کی مثال

کچھ لوگوں نے یوں بیان کیا کہ خود کو ہمیشہ پیش آنیوالی باتیں تو خوراک (اور غذاء) جیسی ہیں جنکی سب کو ضرورت ہے، اور کبھی کبھی پیش آنے والی چیزیں دواء جیسی ہیں جنکی ضرورت صرف بیماری میں ہوتی ہے، اور علمِ نجوم وہ بیماری جیسا ہے لہذا اس کا سیکھنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس سے نہ کوئی نفع ہے نہ نقصان، اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور تقدیر سے بھاگ بھی نہیں سکتے لہذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر، اور دعاء اور عاجزی اور قرآن شریف کی تلاوت اور صدقات میں مشغول ہو جو بلاؤں کو دور کر دینے والی چیزیں ہیں اور اللہ

تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی معافی عافیت مانگا کرے۔ جسکی برکت سے اللہ تعالیٰ بلاؤں اور آفتوں سے حفاظت فرمائے گا اور یہ یقینی بات ہے کہ جسکو دعاء کی توفیق بخشی جاتی ہے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا، اب اگر بلا مقدر میں لکھی ہوئی ہے تو وہ ضرور آئے گی، لیکن اللہ تعالیٰ دعاء کی برکت سے اسکو آسان فرما دیگا اور اسکو صبر نصیب فرمائے گا، ہاں علمِ نجوم اتنا سیکھے کہ جس سے قبلہ اور نمازوں کے وقت کو معلوم کر سکے تو یہ جائز ہے۔

علم طب (حکمت، ڈاکٹری) سیکھنا جائز ہے

اب رہ گیا ڈاکٹری کا علم تو وہ سیکھنا جائز ہے، کیونکہ ڈاکٹری بھی اور اسباب جیسا ایک سبب ہے تو دوسرے اسباب کی طرح اس کا سیکھنا بھی جائز ہے اور خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علاج کروایا ہے۔

علم کی دو قسمیں حضرت امام شافعیؒ کی زبانی

حضرت امام شافعیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا

کہ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ۔ عِلْمُ الْفِقْهِ لِلْاَدْيَانِ وَعِلْمُ الطِّبِّ لِلْاَبْدَانِ وَمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ بُلْغَةُ مَجْلِسٍ۔

یعنی علم دو طرح کے ہیں۔ (۱) علمِ فقہ، دین کا علم۔ (۲) علمِ طب (ڈاکٹری، جسموں کی صحت) کا علم۔ ان دونوں علموں کے علاوہ دوسرے علوم تو وہ مجلس کے سیر سپاٹے ہیں۔

علم کی حقیقت کیا ہے؟

علم ایک صفت ہے کہ جس چیز کا علم ہو وہ چیز اس عالم کے لئے روشن (واضح) ہو جاتی ہے۔

علمِ فقہ کی حقیقت حضرت امام ابو حنیفہؒ کی زبانی

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علمِ فقہ یعنی نفس کا اپنے بھلے برے کو پہچاننا ہے۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ علم تو عمل کا نام ہے اور عمل کا مطلب دنیا کو آخرت کی نسبت پر چھوڑ دینا ہے، تو انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ذات کے حق میں لاپرواہی نہ برتے اور نہ اپنی ذات کے دنیا آخرت کے نقصانات سے لاپرواہی برتے، مختصر یہ کہ نفع کی چیزوں کو حاصل کرے اور نقصانات سے بچے جسکی وجہ سے اس کی عقل، اس کا علم اس کے لئے وبال نہ بنے، اور وہ سزا کا حقدار نہ بن جائے اور ہم اللہ تعالیٰ کے غصہ اور سزا سے پناہ مانگتے ہیں۔

علم کی فضیلت کے بارے میں بہت سی آیتیں اور بہت سی مشہور صحیح حدیثیں آئی ہیں ہم ان کو ذکر نہیں کرتے کہ کہیں کتاب لمبی نہ ہو جائے۔

صفحہ ۷ کا بقیہ

(۲) ـــــ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: طَلَبُ الْعِلْمِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ.

(۳) ـــــ وَأَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ وَقَبْضُهُ ذِهَابُ أَهْلِهِ وَعَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِيْ مَتٰى يَفْتَقِرُ إِلٰى مَا عِنْدَهُ وَعَلَيْكُمْ بِالْعِلْمِ وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَطُّعَ وَالتَّعَمُّقَ وَعَلَيْكُمْ بِالْعَتِيْقِ فَإِنَّهُ سَيَجِيْءُ قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ يَنْبِذُوْنَهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ. بقیہ صفحہ ۱۳ پر

دُوسری فصل

پڑھنے کے زمانہ میں نیت کرنے کے بیان میں

طلبہ کے لئے نیت کرنا ضروری ہے پھر پڑھنے کے زمانہ میں نیت کرنا ضروری ہے، کیونکہ نیت تو تمام حالات میں اصل چیز ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی وجہ سے کہ "بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے"۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ بہت سے اعمال ظاہر کے اعتبار سے دنیا کے اعمال لگتے ہیں، لیکن نیت اچھی ہونے کی وجہ سے وہ آخرت کے اعمال بن جاتے ہیں، اور بہت سے اعمال ظاہر کے اعتبار سے آخرت کے اعمال لگتے ہیں مگر نیت کی خرابی کی وجہ سے وہ دنیا کے اعمال بن جاتے ہیں۔

طلبہ کیا نیت کریں؟ طلبہ کو علم حاصل کرنے کی نیت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت بنانا اور اپنی اور سبھی ان پڑھ لوگوں کی جہالت دور کرنا اور دین کو زندہ کرنا اور اسلام کو زندہ (باقی) رکھنا وغیرہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ اسلام کو زندہ رکھنا علم ہی سے ہوتا ہے اور زہد اور تقویٰ جہالت کے ساتھ درست بھی نہیں ہوسکتا۔

میرے استاذ شیخ اجل حضرت برہان الدین صاحبِ ھدایہؒ نے کسی کو یہ اشعار سنائے ؎

فَسَادٌ كَبِيْرٌ عَالِمٌ مُتَهَتِّكٌ ... وَاَكْبَرُ مِنْهُ جَاهِلٌ مُتَنَسِّكٌ

هُمَا فِتْنَةٌ فِي الْعَالَمِيْنَ عَظِيْمَةٌ ... لِمَنْ بِهِمَا فِيْ دِيْنِهٖ يَتَمَسَّكُ

لاپرواہ عالم بڑا بگاڑ ہے، اور اس سے بڑا بگاڑ تو عبادت گزار جاہل ہے۔

یہ دونوں دنیا میں بڑے فتنے ہیں ان سب لوگوں کے واسطے جو ان (دونوں) کے کہنے پر چلیں۔

اور علم حاصل کرنے سے عقل کی نعمت کا، تندرستی کی نعمت کا شکر ادا کرنے کی نیت کرے۔

علم حاصل کرنے کی نیت دنیا نہ ہو

اور علم حاصل کرنے کا مقصد لوگوں کو اپنی طرف جھکانا، اور دنیا کے ساز و سامان، اور امیر اُمرار وغیرہ میں مقام (عزت حاصل کرنا) نہ ہو۔

ہمارے بڑے دنیا کو خاطر میں نہیں لاتے تھے

حضرت امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سارے ہی لوگ میرے غلام ہوں تو میں سب کو آزاد کردوں اور ان کے وَلار (جو ایک قسم کی وراثت کا حق ہے جو آزاد کرنے والے آزاد کئے ہوئے کو ملتا ہے اس) سے بھی ہاتھ اٹھالوں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جس آدمی کو علم کی لذت نصیب ہوجاتی ہے تو ایسا بہت کم ہوگا کہ وہ لوگوں کے مال و دولت ساز و سامان کی چاہت اپنے دل میں رکھے۔

شیخ امام اجل حضرت استاذ قِوَامُ الدِّین حَمَّاد بن ابراہیم بن اسماعیل صَفَّار اَنْصَارِیؒ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے یہ شعر لکھوائے ؎

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلْمَعَادِ ۔۔۔ فَازَ بِفَضْلٍ مِّنَ الرَّشَادِ

فَيَا لِخُسْرَانِ طَالِبِيهِ ۔۔۔ لِنَيْلِ فَضْلٍ مِّنَ الْعِبَادِ

جس آدمی نے آخرت کی غرض سے علم حاصل کیا وہ ہدایت کی نعمت کے ساتھ کامیاب ہوگیا۔

اوران طلبہ کے لئے کتنا زبردست نقصان ہے جو لوگوں سے کچھ بٹورنے کے لئے علم حاصل کرتے ہیں۔

ہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حق کو رواج دینے اور دین کے خاطر مرتبہ حاصل کرنے، اپنی ذات یا نفس کی چاہت کے لئے نہیں، تو اتنی مقدار جائز ہے کہ جتنے سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکے۔

طلبہ کو اس مسئلہ میں بہت فکر کرنیکی ضرورت ہے

طلبہ کو اس بارے میں سوچ سمجھ سے کام لینا چاہئے کیونکہ وہ علم بہت محنت سے حاصل کرتے ہیں تو ذلیل معمولی، فنا ہونے والی دنیا کے پیچھے اسکو خرچ نہیں کرنا چاہیے۔

هِيَ الدُّنْيَا أَقَلُّ مِنَ الْقَلِيلِ　　وَعَاشِقُهَا أَذَلُّ مِنَ الذَّلِيلِ
تُصِمُّ سِحْرُهَا قَوْمًا وَتُعْمِي　　فَهُمْ مُتَحَيِّرُوْنَ بِلَا دَلِيلِ

یہ دنیا تو بہت معمولی چیز ہے اور اس کے عاشق انتہائی درجہ ذلیل ہیں۔
اور اس دنیا کا جادو ایک قوم کو بہرہ، اندھا کر رہا ہے جو بغیر رہبر کے حیرت میں بھٹک رہی ہے

علماء طلبہ کو اپنی آبرو بچانا ضروری ہے

علماء کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ذات کو لالچ نہ کرنے کی چیزوں کی لالچ میں ڈال کر رسوا نہ کریں اور ایسی چیزوں سے بچیں جن سے علم اور علماء پر دھبہ آئے۔ اور تواضع، عاجزی اختیار کریں، اور تواضع کا مطلب یہ ہے کہ تکبر، ذلت، اور عِفّت کے بیچ کا راستہ اپنائیں جو کتاب الاخلاق سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

شیخ امام اجلّ استاذ حضرت رکن الاسلام رحمۃ اللہ علیہ عرف ادیب

مختار نے اپنے آپ کو یہ اشعار سنائے۔

اِنَّ التَّوَاضُعَ مِنْ خِصَالِ الْمُتَّقِیْ
وَبِہٖ التَّقِیُّ اِلَی الْمَعَالِیْ یَرْتَقِیْ
وَمِنَ الْعَجَائِبِ عُجْبُ مَنْ ھُوَ جَاھِلٌ
فِیْ حَالِہٖ اَھُوَ السَّعِیْدُ اَمِ الشَّقِیُّ
اَمْ کَیْفَ یُخْتَمُ عُمْرُہٗ اَوْ رُوْحُہٗ
یَوْمَ النَّوٰی مُتَسَفِّلٌ اَوْ مُرْتَقِیْ
وَالْکِبْرِیَاءُ لِرَبِّنَا صِفَۃٌ بِہٖ
مَخْصُوْصَۃٌ فَتَجَنَّبْھَا وَاتَّقِیْ

ترجمہ : بے شک عاجزی کرنا متقیوں کی عادتوں میں سے ہے۔ اور اسی کے صدقے متقی آدمی بلندیوں کی طرف ترقی کرتا ہے۔

اور تعجب کی بات ہے ایسے انسان کا اپنے آپ کو اونچا سمجھنا جو اپنے حال سے بے خبر ہے کہ وہ خوش نصیب (جنتی) ہے یا بد نصیب (جہنمی) ہے یا اس بات سے بے خبر ہے کہ، کس حال میں اسکو موت آتی ہے یا بے بسی (قیامت، یا موت) کے دن اس کی روح اَسْفَلُ السَّافلین میں جاتی ہے یا اعلیٰ علیین میں۔

اور بڑائی تو ہمارے پروردگار کی خاص صفت ہے تو تُو اس سے دور ہی رہ اور بچتا رہ۔

اپنے علمی وقار کو سمجھو

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ عَظِّمُوْا عَمَائِمَکُمْ وَوَسِّعُوْا اَکْمَامَکُمْ یعنی اپنی پگڑیوں کی قدر کرو اور (علمی شان ظاہر کرتے ہوئے) اپنی

آستینوں کو چوڑی رکھو، آپ نے یہ اس لئے فرمایا کہ علم اور علماء کی بے عظمتی بے حرمتی نہ ہو۔

حضرتِ امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کا وصیت نامہ طلبہ کے نام

اور طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرتِ امامِ اعظم ابوحنیفہؒ کا وہ وصیت نامہ حاصل کریں، جو آپ نے یونس بن خالد سمتی رحمۃ اللہ علیہ کو فراغت کے وقت وطن واپسی پر دیا تھا۔ تلاش کرنے پر وہ وصیت نامہ مل جائے گا۔

ہمارے استاذ شیخ الاسلام برہان الائمہ حضرت علی بن ابوبکر قدس اللہ روحہ العزیز نے مجھے وطن واپسی کے موقع پر لکھنے کو کہا تھا اور میں نے یہ لکھ بھی لیا تھا اور مدرسین اور مفتیانِ کرام کے لئے لوگوں سے تعلقات کے بارے میں وہ ضروری بھی ہے۔

صفحہ ۸ کا بقیہ

④ —— وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِهٖ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِنَّ الرَّجُلَ لَا يُوْلَدُ عَالِمًا وَإِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّمِ.

⑤ —— وَأَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: اُغْدُ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا وَلَا تَغْدُ بَيْنَ ذٰلِكَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَأَحِبَّ الْعُلَمَاءَ وَلَا تُبْغِضْهُمْ.

⑥ —— وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِهٖ عَنْ حُمَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْ عَالِمًا أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُحِبًّا أَوْ مُتَّبِعًا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِكَ قَالَ قُلْتُ لِلْحَسَنِ: وَمَا الْخَامِسُ؟ قَالَ: الْمُبْتَدِعُ.

بقیہ صفحہ ۱۴ پر

تیسری فصل

علم (موضوع)، استاذ، اور ساتھی پسند کرنے اور جماؤ کے بیان میں

طلبہ کونسا علم (موضوع)، سب سے پہلے پڑھیں؟

طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ ہر علم میں سے عمدہ عمدہ کو پسند کریں اور حال کے تقاضہ کے مطابق جسکی ضرورت ہو اسے چن لیں پھر اس کے بعد کی ضرورت والا اختیار کریں۔

سب سے پہلا موضوع توحید ہے

تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی یکتائی اور پہچان کا علم حاصل کریں اور اللہ تعالیٰ کی پہچان دلیلوں کے ساتھ حاصل کریں اگرچہ ہمارے عقیدے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی پہچان بغیر دلیل کے بھی معتبر ہے لیکن دلیلوں کے چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

اگلے بڑوں کی باتیں لے لو نئی نئی (بدعتیں) چھوڑ دو

اور پرانی اگلے بڑوں کی باتیں اختیار کریں، نئی نئی (بعد کی گھڑی ہوئی بدعتوں) کو پسند کریں، بڑوں نے فرمایا ہے کہ پرانی پرانی باتیں لے لو۔ اور نئی نئی (بدعتوں) سے بچو۔ اور خاص کر کے ان جھگڑے والی باتوں سے بچتے رہو جو اکابر علماء کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد پیدا ہوئیں کیونکہ ایسی باتوں سے دین کی سمجھ ختم ہو جاتی ہے اور زندگی برباد ہو جاتی ہے، اور نفرت اور دشمنی پیدا ہوتی ہے اور یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور علم اور فقہ کے بھی اٹھائے جانے کی نشانی ہے اور ایسا حدیث میں بھی آیا ہے۔

استاذ کیسے ہونے چاہئیے

اب رہا استاذ کی پسندیدگی اور اختیار کا

مسئلہ تو جو زیادہ علم والے اور پرہیزگاری والے، بڑی عمر کے ہوں اسکو پسند کریں جیساکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے حضرت حمّاد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کو سوچ سمجھ کر اختیار فرمایا، حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ میں نے حضرت حمّادؒ کو باوقار وشان والے، متحمل (برداشت کرنے والے)، بہت صبر کرنے والے اور معمر (بڑی عمر کے) پائے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ نے یہ بھی فرمایا کہ میں حضرت حمّاد بن سلیمانؒ کے پاس ٹھہرا رہا (جس کی برکت سے)، آگے بڑھ گیا۔

ہرکام میں مشورہ ضروری ہے

اور آپ نے فرمایا کہ میں نے سمرقند کے عقلمندوں میں سے ایک سے سنا کہ جو کہہ رہے تھے کہ ایک طالب علم نے علم طلب کرنے کے سلسلہ میں مشورہ کیا اور اس کا پکا ارادہ حضرت امام بخاریؒ سے علم طلب کرنے کا تھا اور جیسے اس طالب علم نے مشورہ کیا اسی طرح ہرکام میں مشورہ کرنا چاہیئے کیونکہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کاموں میں مشورہ کرنے کا حکم فرمایا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سمجھدار کوئی ہو بھی نہیں سکتا پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ کرنے کا حکم فرمایا گیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے سبھی کاموں میں مشورہ فرماتے، گھریلو کاموں تک میں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ مشورہ کرنے کی برکت سے انسان کبھی برباد نہیں ہوتا اور کہا جاتا ہے کہ آدمی تین طرح کے ہیں۔

(۱) پورا مرد۔ (۲) آدھا مرد۔ (۳) اور کچھ نہیں۔ (نہ آدھا نہ پورا)

(۱) پورا مرد تو وہ جو خود بھی درست رائے والا ہو اور لوگوں سے رائے مشورہ لیتا ہو۔

(۲) آدھا مرد وہ ہے جسکی خود کی رائے درست ہو لیکن مشورہ نہ کرتا ہو یا

پھر مشورہ کر لیا کرتا ہو لیکن وہ درست رائے والا نہ ہو۔

(۳) اور کچھ بھی نہیں، نہ آدھا مرد نہ پورا وہ آدمی ہے جسکی خود کی رائے درست نہ ہو اور مشورہ بھی نہ کرتا ہو۔

مشورہ متقیوں سے کرو

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حضرت سفیانؒ ثوریؒ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے کاموں میں مشورہ ان لوگوں سے کیا کرو جو اللہ تعالیٰ کا خوف (ڈر) رکھتے ہیں۔ (اصحابُ الرائے تقویٰ والوں کو کہتے ہیں)

علم اور استاذ کے پسند کرنے میں مشورہ ضروری ہے

اور علم طلب کرنا سارے کاموں میں اونچا اور مشکل کام ہے لہذا اس کے بارے میں مشورہ کرنا بہت اہم اور بہت ہی ضروری ہے، مذکورہ سمرقندی عقلمند نے (اس طالب علم سے) کہا کہ جب تم حضرت امام بخاریؒ کے پاس جاؤ تو ائمہ حضرات کے پاس آنے جانے میں جلدی نہ کرنا بلکہ دو مہینہ تک انتظار کرنا یہاں تک کہ اچھی طرح سوچ سمجھ لینا اور پھر استاذ کو پسند کرنا۔

استاذ بدلنا بے برکتی اور محرومی لاتا ہے

کیونکہ تم کسی عالم کے پاس جاؤ اور سبق شروع کر دو تو ہو سکتا ہے کہ تم کو اس استاذ کے پڑھانے کا طریقہ ٹھیک نہ لگے تو ان کو چھوڑ کر دوسرے عالم (استاذ) کے پاس جاؤ تو اس صورت میں تم کو علمی برکتیں نصیب نہ ہوگی لہذا دو مہینہ تک استاذ کی پسندیدگی کے بارے میں سوچتے رہنا اور مشورہ کرنا تاکہ ان کے پاس جم کر پڑھ سکو اور استاذ کو چھوڑنے اور ان سے منہ پھیرنے کی نوبت نہ آئے جس کی برکت سے پڑھائی میں برکت ہوگی اپنے علم سے بہت فائدہ ہوگا

جمے رہنا اصل چیز ہے

یہ جان لینا چاہئے کہ صبر اور جماؤ تمام کاموں میں بنیادی اصول ہے لیکن مشکل بھی ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے

لِكُلٍّ إِلَى شَأْوِ الْعُلَا حَرَكَاتٌ ۔۔۔ وَلَكِنْ عَزِيْزٌ فِي الرِّجَالِ ثَبَاتٌ

ترجمہ: بلندی کے راستہ میں ہر آدمی حرکت (محنت) کر رہا ہے، لیکن (اچھے اچھے) مردوں کے لئے بھی جمنا مشکل کام ہے۔

ایک استاذ ایک موضوع ایک کتاب ایک مقام (بستی شہر)

کہاوت ہے کہ بہادری ایک گھڑی صبر اور جماؤ کا نام ہے لہذا طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک استاذ اور ایک کتاب پر جمے رہیں اور صبر سے کام لیں اور ادھورا نہ چھوڑیں، اور ایک ہی فن پر جمے رہیں اور دوسرے فن میں مشغول نہ ہوں بلکہ کہا گیا ہے کہ پہلے فن پر اولاً قابو حاصل کرلیں، اور ایک شہر (مقام) میں جمے رہیں بغیر ضرورت کے کسی دوسرے شہر میں نہ جائیں کیونکہ یہ سب باتیں کام کو بکھیر دیتی ہیں، دل کو تشویش میں ڈال دیتی ہیں اور وقت کو برباد کر دیتی اور استاذ کو تکلیف پہونچاتی ہیں۔ اور اپنے نفس کی چاہت پر بھی صبر کرنا چاہئے۔ شاعر کہتا ہے

إِنَّ الْهَوَى لَهُوَ الْهَوَانُ بِعَيْنِهِ ۔۔۔ وَصَرِيْعُ كُلِّ هَوًى صَرِيْعُ هَوَانٍ

ترجمہ: بے شک نفس کی چاہتیں ہی ذلت کا سامان ہے، اور ہر طاقتور کو پچھاڑ دینے والا بھی ذلت کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے، اور تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کرنا چاہئے کہاوت ہے خَزَائِنُ الْمِنَنِ عَلَى قَنَاطِرِ الْمِحَنِ یعنی نعمتوں کے خزانے تکلیفوں کے پلوں پر ہیں۔

تحصیلِ علم کیلئے چھ ضروری باتیں
حضرت علیؓ کی زبانی

اور مجھے یہ شعر سنائے گئے اور کہتے ہیں کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے شعر ہیں۔

اَلَا لَا تَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّۃٍ ۔ سَاُنْبِیْکَ عَنْ مَجْمُوْعِھَا بِبَیَانٍ

ذَکَاءٌ وَّحِرْصٌ وَّاصْطِبَارٌ وَّبُلْغَۃٌ ۔ وَاِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وَّطُوْلُ زَمَانٍ

ترجمہ: سُن! کہ علم چھ چیزوں کے بغیر نصیب نہیں ہوتا۔ میں ان سب کو بیان کرتا ہوں۔

(۱) ہوشیاری (۲) علمی لالچ (۳) صبر (۴) بہت بولنا (۵) استاذ کی رہبری (۶) اور لمبا زمانہ۔

ساتھی کیسے ہونے چاہیے

ساتھی پسند کرنے کا مسئلہ تو ضروری ہے کہ محنتی، پرہیزگار اور سیدھی طبیعت کا پسند کرنا چاہیے، اور سست، بے کار، اور بہت بولنے والا، فسادی، فتنہ پرور سے دور رہنا چاہیے۔ شاعر کہتا ہے۔

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ وَابْصُرْ قَرِیْنَہٗ ۔ فَکُلُّ قَرِیْنٍ بِالْمُقَارِنِ یَقْتَدِیْ

فَاِنْ کَانَ ذَا شَرٍّ فَجَانِبْہُ سُرْعَۃً ۔ وَاِنْ کَانَ ذَا خَیْرٍ فَقَارِبْہُ تَھْتَدِیْ

ترجمہ: آدمی کے بارے میں تحقیق نہ کیا کرو، اس کے ساتھیوں کو دیکھ لیا کرو کیونکہ ساتھی اپنے ساتھیوں جیسا کام کرتا ہے۔

اگر آدمی کے ساتھی شریر ہوں تو اس سے جلدی دور ہو جاؤ، اور اگر اس کے ساتھی بھلے لوگ ہوں تو اس سے مل جاؤ، سیدھا راستہ مل جائے گا۔

اور یہ شعر بھی مجھے سنائے گئے۔

لَا تَصْحَبِ الْکَسْلَانَ فِیْ حَالَاتِہٖ ۔ کَمْ صَالِحٍ بِفَسَادِ آخَرَ یَفْسُدُ

عَدْوَى الْبَلِيدِ إِلَى الْجَلِيدِ سَرِيعَةٌ كَالْجَمْرِ يُوضَعُ فِي الرَّمَادِ فَيَخْمَدُ

ترجمہ: سست کے ساتھ تم رہا کرو، بہت سے اچھے آدمی بُرے آدمیوں کے ساتھ رہنے سے بگڑ گئے

بے وقوف آدمی کا عقلمندوں کی طرف جلدی سے بڑھنا ایسا ہے جیسا کہ چنگاری کو راکھ میں رکھ دیا تو وہ چنگاری بھی بجھ جائے گی۔ ویسے ہی یہ عقلمند بے وقوف بن جائے گا۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ اسلامی فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسکو یہودی یا نصرانی (عیسائی)، یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ الحدیث

اور حکمت کی ایک بات فارسی شعر میں لکھی گئی ہے۔

یارِ بد بدتر بود از مارِ بد حق ذاتِ پاک اللہ الصمد

یارِ بد آرد ترا سوئے جحیم یارِ نیکو گیر تا یابی نعیم

ترجمہ: بُرا ساتھی تو بُرے سانپ سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ اللہ پاک ہی عیبوں سے پاک ہے بُرا ساتھی تو تمکو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ اچھا ساتھی پسند کرو تا کہ جنت کی نعمتیں نصیب ہوں۔ اور شعر کہے گئے ہیں۔

إِنْ كُنْتَ تَبْغِي الْعِلْمَ مِنْ أَهْلِهِ أَوْ شَاهِدًا يُخْبِرُ عَنْ غَائِبٍ

فَاعْتَبِرِ الْأَرْضَ بِأَسْمَائِهَا وَاعْتَبِرِ الصَّاحِبَ بِالصَّاحِبِ

ترجمہ: اگر تم حقیقی عالموں سے علم حاصل کرنا چاہتے ہو یا کوئی ایسا بتلانے والا ڈھونڈتے ہو جو تمکو نامعلوم باتیں بتائے۔

تو زمینوں (شہروں) کو ان کے (اچھے برے) ناموں سے پہچان لو۔

اور انسانوں کو ان کے ساتھیوں سے پہچانو۔

چوتھی فصل

علم اور علماء کی تعظیم کے بیان میں

علم علماء کی عظمت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا

جان لینا چاہئے کہ علم کا حاصل کرنا اور علم سے نفع اٹھانا علم اور علماء کی تعظیم کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے۔

اُستاذوں کی تعظیم

استاذ کی تعظیم اور عزت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مَا وَصَلَ مَنْ وَصَلَ اِلَّا بِالْحُرْمَۃِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّا بِتَرْکِ الْحُرْمَۃِ۔ یعنی جس کو (علم) ملا جتنا بھی ملا وہ عظمت کی بدولت ملا، اور جو بھی (علم سے) محروم ہو گیا، جتنا محروم ہو گیا وہ بے عظمتی کی وجہ سے محروم ہو گیا ہے۔

بلکہ کہا گیا ہے کہ عظمت تو طاعت (کہنا ماننے) سے بھی زیادہ اونچا عمل ہے، کیا یہ مسئلہ نہیں پڑھا؟ کہ نافرمانی (کہنا نہ ماننے) پر کفر کا فتویٰ نہیں لگتا، اور استخفاف (ہلکا سمجھنے) اور بے عظمتی کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگ جاتا ہے۔

استاذ کی عظمت حقیقت میں علم کی عظمت سے ہے

علم کی تعظیم میں سے ہی استاذ کی تعظیم بھی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اس شخص کا غلام ہوں جو مجھے ایک حرف پڑھا دے، اب اگر وہ چاہے تو مجھے بیچ دے اور چاہے تو آزاد کر دے اور اس کی مرضی ہو تو مجھے غلام بنائے رکھے اور مجھ سے خدمت لیتا رہے۔

میں نے اس بارے میں شعر کہے ہیں۔

رَأَیْتُ اَحَقَّ الْحَقِّ حَقَّ الْمُعَلِّمِ ۔۔۔ وَاَوْجَبَہٗ حِفْظًا عَلٰی کُلِّ مُسْلِمِ
لَقَدْ حَقَّ اَنْ یُّھْدٰی اِلَیْہِ کَرَامَۃً ۔۔۔ لِتَعْلِیْمِ حَرْفٍ وَّاحِدٍ اَلْفُ دِرْھَمِ

ترجمہ: میں نے حق کا زیادہ حقدار استاذ کو دیکھا جس کا سب سے زیادہ خیال رکھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

تحقیق کہ استاذ حقدار ہے کہ عزت کے ساتھ ان کو ایک حرف کے بدلے ایک ہزار درہم دیئے جائیں۔

بے شک یہ بات ظاہر ہے کہ جو تجھے دینی ضرورت کا ایک حرف سکھائے وہ تو تیرا دینی باپ ہے۔

ہمارے استاذ شیخ امام حضرت سدید الدین شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا عالم بنے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ غریب علماء کا خیال رکھے اور ان کا اکرام کرتا رہے اور انکو کھلاتا پلاتا رہے اور ان کی تعظیم کرتا رہے اور انہیں کچھ تحفے تحائف دیتا رہے، پھر اگر اس کا بیٹا عالم نہ بن سکا تو اسکا پوتا عالم بنے گا۔

طلبہ کے ذمہ استاذ کے آداب وحقوق

استاذ کی عظمت یہ ہے کہ ان سے آگے آگے نہ چلیں اور نہ ان کی جگہ پر بیٹھیں اور نہ ان کے سامنے ان کی اجازت کے بغیر بات چیت شروع کریں اور بلا اجازت ان کے سامنے بہت نہ بولیں، اور وہ اکتا رہے ہوں اسوقت ان سے کچھ نہ پوچھیں، اور ان کے وقت کا خیال رکھیں، اور استاذ کا دروازہ نہ کھٹکھٹائیں بلکہ صبر کریں کہ وہ باہر تشریف لے آئیں، خلاصہ یہ کہ انکی خوشنودی کا پورا لحاظ رکھیں، اور ان کی ناراضگی سے بچیں، اور جن باتوں میں اللہ تعالیٰ نے

کی نافرمانی نہ ہوں ایسی ساری باتوں میں ان کا حکم پورا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والی باتوں میں تو کسی کا کہا نہیں مانا جائے گا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں میں سب سے برا آدمی وہ ہے جو اپنا دین دوسروں کی دنیا بنانے کے لئے برباد کرے۔

استاذ کی اولاد اور انکے متعلقین کا اکرام

استاذ کی اولاد اور استاذ کے متعلقین کا احترام کرنا استاذ ہی کا احترام کرنا ہے۔ ہمارے استاذ شیخ الاسلام حضرت برہان الدین صاحب ھدایہ رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ بخاریٰ کے اماموں میں سے ایک امام اپنی سبق کی مجلس میں سبق پڑھا رہے تھے، ایک مرتبہ سبق پڑھاتے پڑھاتے کبھی کبھی کھڑے ہو جاتے تھے، شاگردوں نے پوچھا تو فرمایا کہ میرے استاذ کا لڑکا گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اور کبھی کبھی مسجد کے دروازہ تک آجاتا تھا جب میں اسکو دیکھ لیتا تھا تو اپنے استاذ کی عظمت کا خیال کرتے ہوئے اسکے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا۔

استاذ کی خدمت بہت اونچے مقام پر پہونچا دیتی ہے

اور حضرت قاضی امام فخر الدین ارسابندیؒ جو مرو شہر میں اماموں کے سردار ہیں، بادشاہ ان کا بہت احترام اور عزت کرتا تھا اور کہا تھا کہ میں نے یہ عہدہ استاذ کی خدمت کی برکت سے پایا میں حضرت استاذ قاضی امام ابویزید دبوسیؒ کا خادم تھا، تیس سال ان کی خدمت کرتا رہا، میں کھانا پکاتا تھا اور اس میں سے کچھ نہیں کھاتا تھا۔

استاذ کی دلجوئی نہ کرنا اسکو دکھ پہونچانا علمی نفع رسانی اور خدمات سے محروم کر دیتا ہے

اور حضرت شیخ امام اجل شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ بخاریٰ

بنے تشریف لے گئے اور ایک بستی میں کچھ دن کسی حادثہ کی وجہ سے جو آپ کو پیش آیا تھا ٹھہرے رہے اور آپ کے سب شاگردوں نے آپ کی زیارت کی مگر شیخ امام قاضی الائمہ زرنجی رحمہ اللہ تعالیٰ زیارت نہ کرسکے جب ان سے ملاقات ہوئی تو شمس الائمہ حلوانی نے قاضی زرنجی سے پوچھا کہ تم مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئے؟ تو فرمایا کہ میں والدہ محترمہ کی خدمت میں مشغول تھا تو حضرت شمس الائمہ نے فرمایا کہ تمہیں عمر میں تو برکت نصیب ہوگی لیکن پڑھانے میں رونق نصیب نہ ہوگی اور ایسا ہی ہوا کیونکہ آپ زیادہ تر وقت دیہاتوں میں رہے اور پڑھانے کا انتظام نہ ہوسکا۔ تو جس شاگرد سے استاذ کو دکھ و تکلیف پہونچے وہ شاگرد علم کی برکت سے محروم ہوجائے گا۔ اور اپنے علم سے وہ بہت کم نفع اٹھا پائے گا۔ شعر

إِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِيبَ كِلَاهُمَا ... لَا يَنْصَحَانِ إِذَا هُمَا لَمْ يُكْرَمَا
فَاصْبِرْ لِدَائِكَ إِنْ جَفَوْتَ طَبِيبَكَ ... وَاقْنَعْ بِجَهْلِكَ إِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمَا

ترجمہ: بے شک استاذ اور ڈاکٹر دونوں ہی جب تک ان کا اکرام نہ کیا جائے بھلائی نہیں کرتے۔

اگر تم اپنے ڈاکٹر کے ساتھ بد سلوکی کرو تو اپنی بیماری پر صبر کرلیا کرو اور استاذ کے ساتھ بے وفائی کرو تو اپنی جہالت پر راضی رہو۔

نقل کیا گیا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے اپنے بیٹے کو حضرت امام اصمعیؒ کے پاس علم و ادب سکھانے کے لئے بھیجا، ایک دن خلیفہ ہارون نے دیکھا کہ حضرت امام اصمعیؒ وضو فرما رہے ہیں اور اپنے پیر اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر دھو رہے ہیں اور خلیفہ کا لڑکا آپ کے پیروں پر پانی ڈال رہا ہے خلیفہ حضرت امام اصمعیؒ پر ناراض ہوگیا اور کہا کہ میں نے اسکو آپ کے پاس تعلیم ادب سکھانے کے لئے بھیجا ہے تو آپ اس لڑکے سے یوں کیوں نہیں فرماتے کہ ایک ہاتھ سے

پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے میرا پیر دھو۔

کتابوں کی عظمت استاذوں کی عظمت ہے

کتابوں کی عظمت بھی استاذ کی عظمت ہے۔ طلب کیلئے ضروری ہے کہ کتابیں بلا وضو نہ پکڑیں۔ حضرت شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے علم عظمت کی وجہ سے پایا اور میں نے کاغذ تک بغیر وضو کے نہیں پکڑا اور حضرت شیخ امام شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ کو معدہ کی کمزوری کی شکایت تھی، آپ ایک رات تکرار فرما رہے تھے اس ایک رات میں آپ کو سترہ مرتبہ وضو کی نوبت پیش آئی کیونکہ آپ بغیر وضو کے تکرار نہیں فرماتے تھے، اور یہ اس لئے کہ علم نور ہے اور وضو بھی نور ہے جس کی برکت سے علم کا نور بڑھ جاتا ہے

کتابوں کی عظمت یہ ہے

کتابوں کی عظمت میں سے یہ بھی ہے کہ کتابوں کی طرف پاؤں نہ پھیلائیں۔

الگ الگ فن کی کتابیں رکھنے کی ترتیب

ساری کتابوں سے اوپر تفسیر کی کتابوں کو رکھیں اور کتابوں پر کچھ نہ رکھیں ہمارے استاذ شیخ الاسلام حضرت برہان الدین رحمہ اللہ تعالیٰ مشائخ میں سے ایک سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک فقیہ نے کتاب پر قلم رکھا تو ان سے کہا گیا کہ تم علم سے نفع نہیں اٹھا پاؤ گے۔ اور ہمارے استاذ قاضی امام اجل حضرت فخر الاسلام جو قاضی خاں سے مشہور ہیں انھوں نے فرمایا کہ اس طرح قلم رکھنے سے لاپرواہی، بے عظمتی مقصود نہ ہو تو حرج نہیں، اور بہتر یہ ہے کہ نہیں رکھنا چاہئے۔

اچھی لکھائی بھی کتاب کی عظمت ہے

اور یہ بھی ضروری ہے کہ کتاب

کی لکھائی اچھی ہو اور لکھائی بہت چھوٹے چھوٹے حروف سے اور بالکل ملاکر نہ ہو، اور حاشیہ چھوڑ کر لکھیں، ہاں کوئی مجبوری ہو تو اور بات ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکھنے والے کو دیکھا کہ وہ چھوٹے چھوٹے اور ملے ملے حروف سے لکھ رہا تھا، آپ نے اس سے فرمایا کہ کیوں ایسے لکھ رہے ہو، اگر جیتے رہوگے تو پچھتاؤگے اور اگر مر گئے تو بیکار جائے گا۔ مطلب یہ کہ بڑھاپا آجائے گا اور نگاہ کمزور ہو جائے گی تو برابر دیکھ نہ سکوگے تو پچھتاؤگے۔ اور شیخ امام مجدالدین صرحکی سے نقل کیا گیا انھوں نے فرمایا کہ ہم نے جب بھی اس طرح لکھا بعد میں ضرور پچھتائے اور ہم نے جب بھی کسی مضمون کو مختصر طور پر لکھا بعد میں ضرور پچھتائے۔

کتاب کی شکل کیسی ہونی چاہیئے

کتاب کی شکل چار کونے والی ہونی چاہیئے، یہی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی بھی شکل تھی اور یہ شکل اٹھانے، رکھنے اور دیکھنے کے لئے آسان ہے۔

لال روشنائی سے لکھنا فلسفیوں کا طریقہ ہے

کتاب میں لال رنگ سے لکھائی وغیرہ نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ فلسفیوں کا طریقہ ہے، بزرگوں کا نہیں، اور کچھ بزرگوں نے تو لال روشنائی کو مکروہ لکھا ہے۔

ساتھیوں کا اکرام

اپنے سبق کے، فن کے اور پڑھنے والے ساتھیوں کی عزت کرنا علم کی عزت ہے۔

چاپلوسی کرنا یوں تو بری عادت ہے مگر علم میں نہیں بلکہ استاذ اور ساتھیوں کی چاپلوسی ضروری ہے تاکہ ان سے علمی نفع اٹھا سکے اور علم اور

حکمت کی باتوں میں عظمت اور احترام کے ساتھ دھیان دینا ضروری ہے چاہیے ایک ہی مسئلہ ہزار بار سننے کا موقعہ آئے جو آدمی ہزار بار کے بعد بھی بے عظمتی سے سنتا ہے وہ علم کے لائق نہیں ہے۔

علم (موضوع) خود پسند نہ کریں بلکہ استاذ کی پسند پر راضی ہو جائیں۔

کسی بھی قسم کا علم (موضوع) خود پسند نہ کریں بلکہ استاذ کے حوالے کر دیں کیونکہ استاذ اس بارے میں زیادہ تجربہ والے ہیں، ہر طالب علم کے لئے ضروری اور ہر طالب علم کی طبیعت کے لائق موضوع (علم) کو استاذ زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔

پہلے زمانہ کے طلبہ کی کامیابی اور آجکل کے طلبہ کی ناکامی کی وجہ۔

شیخ امام اجل استاذ حضرت برہان الدینؒ فرماتے تھے کہ پہلے زمانہ میں طلبہ پڑھائی کا مسئلہ استاذوں کے حوالے کر دیتے تھے جن کی برکت سے وہ اپنے مقصد اور مرادمیں کامیاب ہو جاتے تھے اور اس زمانہ میں خود ہی پسند کر لیتے ہیں جس کی نحوست (بے برکتی) سے علمی اور فقہی مقصد میں ناکام ہو جاتے ہیں۔

حضرت امام بخاریؒ کا استاذ کے مشورہ پر موضوع (علم) بدل دینا

نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (حضرت امام بخاریؒ) نے حضرت امام محمد بن حسنؒ کے پاس کتاب الصلوٰۃ شروع فرمائی تو حضرت امام محمد بن حسنؒ نے ان سے فرمایا کہ جاؤ علم حدیث حاصل کرو کیونکہ آپ نے امام بخاریؒ کی طبیعت کے موافق علم حدیث سمجھا اور حضرت امام بخاریؒ نے اس کے بعد علم حدیث

حاصل کیا جسکی برکت سے آپ حدیث کے سارے اماموں سے آگے بڑھ گئے (اور امیر المؤمنین فی الحدیث بن گئے)

استاذ کے سامنے بیٹھنے کے آداب

آداب میں سے یہ بھی ہے کہ سبق کے وقت بلا ضرورت استاذ کے بہت پاس نہ بیٹھے بلکہ اپنے اور استاذ کے بیچ ایک کمان کا فاصلہ رکھیں یہ بھی استاذ کی عظمت ہے

طلبہ کو بداخلاقی بُرے برتاؤ سے دور رہنا چاہیئے

طلبہ کو بداخلاقی سے بچنا ضروری ہے اس لئے کہ برے اخلاق معنوی کتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے ایسے گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو اور انسان فرشتوں کے ذریعہ علم سیکھتا ہے

اب رہی یہ بات کہ برے اخلاق کیا ہیں ؟ تو کتاب الاخلاق سے معلوم کرنا چاہیئے کیونکہ ہماری یہ (چھوٹی سی) کتاب، اخلاق کے لمبے بیان کو اپنے اندر نہیں لے سکتی

اور خاص کر کے تکبر سے بچنا چاہیئے۔ اور علم حاصل کرنا چاہیئے۔ شعر

اَلْعِلْمُ حَرْبٌ لِلْفَتَی الْمُتَعَالِیْ   کَالسَّیْلِ حَرْبٌ لِلْمَکَانِ الْعَالِیْ
بِجِدِّیْ لَا بِجَدِّ کُلُّ مَجْدٍ   فَهَلْ جَدٌّ بِلَا جِدٍّ بِمُجْدِیْ
فَکَمْ عَبْدٍ یَقُوْمُ مَقَامَ حُرٍّ   وَکَمْ حُرٍّ یَقُوْمُ مَقَامَ عَبْدٍ

ترجمہ: اونچے (مرتبہ والے) جوان کے لئے علم تو لڑائی جیسا ہے۔ جیسا کہ سیلاب اونچی جگہ کے لئے لڑائی (جیسا) ہے

اپنی کوشش سے میں کامیاب ہو سکتا ہوں نہ کسی بڑے بزرگ کی، بزرگی سے اور کیا کامیابی فقط خاندانوں سے بغیر کوشش کے مل سکتی ہے۔

کتنے غلام ہیں جو (محنتیں کر کے) آزاد ہو گئے۔ اور کتنے آزاد ہیں (جو سستی کی وجہ سے) غلاموں جیسے بن گئے۔

پانچویں فصل

محنت، پابندی، اور (بلند) ہمّت کے بیان میں

طلبہ کیلئے محنت ضروری ہے پھر طلبہ کے لئے کوشش، پابندی اور لگاتار لگے رہنا ضروری ہے اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا اشارہ (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ، اور يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ) میں اسی کیطرف ہے اور کہاوت ہے کہ جو آدمی طلب کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے تو پا ہی لیتا ہے، اور جو آدمی کوئی دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور ہٹتا نہیں ہے تو اسکو اندر (گھر میں) جانا نصیب ہو جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اپنی تمنا کے مطابق آرزو کو پالے گا۔

ایک طالب علم کے خاطر تین کی محنت ضروری ہے علم اور فقہ حاصل کرنے کے لئے تین آدمیوں کی محنت ضروری ہے۔

(۱) خود طالب علم کی محنت۔ (۲) استاذ کی محنت۔ (۳) ماں، باپ کی محنت ضروری ہے اگر وہ زندہ ہیں۔

علم اور مال دونوں جمع نہیں ہوتا ہے شیخ امام استاذ حضرت سدید الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعیؒ کے یہ شعر مجھے سنائے۔

اَلْجِدُّ يُدْنِىْ كُلَّ اَمْرٍ شَاسِعٍ
وَالْجِدُّ يَفْتَحُ كُلَّ بَابٍ مُغْلَقٍ
وَاَحَقُّ خَلْقِ اللّٰهِ بِالْهَمِّ امْرُؤٌ
ذُوْ هِمَّةٍ يُبْلٰى بِعَيْشٍ ضَيِّقٍ

وَمِنَ الدَّلِيْلِ عَلَى الْقَضَاءِ وَحُكْمِهٖ
بُؤْسُ اللَّبِيْبِ وَطِيْبُ عَيْشِ الْأَحْمَقِ
لٰكِنْ مَنْ رُزِقَ الْحِجٰى حُرِمَ الْغِنٰى
ضِدَّانِ يَفْتَرِقَانِ اَىَّ تَفَرُّقِ

ترجمہ: محنت اور کوشش، ہر دور کی چیز کو قریب کر دیتی ہے، اور محنت ہر بند دروازہ کو کھول دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں ہمت کے اعتبار سے سب سے بڑا وہ آدمی ہے جو تنگ روزی میں بھی ہمت والا ہے۔

تقدیر اور خدائی فیصلوں کی دلیل یہ ہے کہ عقلمند آدمی کنگال ہے، اور بے وقوف عیش عشرت میں ہے۔

لیکن جس کو عقل سے نوازہ گیا وہ مال سے محروم کر دیا گیا، یہ دونوں (عقل اور مال، ایک دوسرے کی ضد (دشمن) ہیں اور کیسی دشمنی ہے؛ (وہ تو نہ پوچھو تو بہتر)، ایک اور شاعر کے اشعار ہیں۔

تَمَنَّيْتَ اَنْ تُمْسِيْ فَقِيْهًا مُنَاظِرًا
بِغَيْرِ عَنَاءٍ وَالْجُنُوْنُ فُنُوْنُ
وَلَيْسَ اكْتِسَابُ الْمَالِ دُوْنَ مَشَقَّةٍ
تَحَمَّلُهَا فَالْعِلْمُ كَيْفَ يَكُوْنُ

تیری تمنا ہے کہ فقیہ اور مناظر بن جائے (اور وہ بھی) بغیر محنت کے (یہ پاگل پن ہے)، اور پاگل پنا تو کئی طرح کا ہوتا ہے۔

مال بھی تو بغیر محنت کئے نہیں مل سکتا ہے۔ تو علم بغیر محنت کے کیسے نصیب ہو جائے گا۔

شاعر ابوالطیب متنبی کہتا ہے۔

وَلَمْ اَرَیٰ عُیُوْبَ النَّاسِ عَیْبًا
کَنَقْصِ الْقَادِرِیْنَ عَلَی التَّمَامِ

ترجمہ: لوگوں کی خامیاں (کمزوریاں)، کوئی اتنی بڑی بات نہیں جتنی کہ پورا کرسکنے والوں کا (سستی کرکے) ادھورا رہ جانا۔

طلبہ کیلئے راتوں کو جاگنا ضروری ہے

اور طلبہ کے لئے راتوں میں جاگنا ضروری ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے

بِقَدْرِ الْکَدِّ تُکْتَسَبُ الْمَعَالِی
وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰی سَهِرَ اللَّیَالِی
تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَیْلًا
یَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِی
عُلُوُّ الْکَعْبِ بِالْهِمَمِ الْعَوَالِی
وَعِزُّ الْمَرْءِ فِی سَهَرِ اللَّیَالِی
وَمَنْ رَامَ الْعُلٰی مِنْ غَیْرِ کَدٍّ
اَضَاعَ الْعُمْرَ فِی طَلَبِ الْمُحَالِ
تَرَکْتُ النَّوْمَ رَبِّیْ فِی اللَّیَالِی
فَوَفِّقْنِیْ اِلٰی تَحْصِیْلِ عِلْمٍ
وَبَلِّغْنِیْ اِلٰی اَقْصَی الْمَعَالِی

کوشش کے مطابق بلندیاں حاصل کی جاسکتی ہیں، جو آدمی بلندی کی خواہش رکھتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے۔

تو عزت کی تمنا رکھتا ہے پھر راتوں میں سوتا ہے، جو موتیوں کا

خواہش مند ہے وہ تو دریا میں غوطے لگاتا ہے۔

اونچی شان تو بلند ہمتوں سے مل سکتی ہے۔ اور انسان کی بڑائی تو راتوں کے جاگنے میں چھپی ہوئی ہوتی ہے

جو بلندی کا ارادہ بغیر محنت کے کرتا ہے وہ تو محال چیزوں کی تلاش میں عمر برباد کرتا ہے۔

اے میرے پروردگار میں نے راتوں کی نیند حرام کر رکھی ہے، تو مجھے علم کی توفیق نصیب فرما دے۔ اور علم کی بلندیوں کی آخری حد تک پہونچا دے۔

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اس بارے میں شعر مل گئے۔

مَنْ شَاءَ اَنْ یَحْتَوِیَ اٰمَالَہٗ جُمَلًا
فَلْیَتَّخِذْ لَیْلَہٗ فِیْ وِرْدِکِھَا جَمَلًا
اَقْلِلْ طَعَامَكَ کَیْ تَحْظِیَ بِہٖ ثَمَرًا
اِنْ شِئْتَ یَا صَاحِبِیْ اَنْ تَبْلُغَ الْکَمَلًا

ترجمہ: جو آدمی اپنی ساری آرزوئیں پوری کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنی راتوں کو سواری بنا لینا چاہئے۔

کھانا کم کرو جس کی برکت سے پورا نتیجہ نصیب ہو، بھائی صاحب! اگر تم کو بڑوں کے مقام تک پہونچنے کی خواہش ہو۔

کہا گیا ہے کہ جس نے اپنی ذات کو رات میں جگایا اس کا دل دن میں خوش رہتا ہے۔

سبق کی پابندی اور سبق کا وقت

طلبہ کے لئے سبق اور تکرار کی پابندی کرنا رات کے شروع حصہ اور آخری حصہ میں ضروری ہے کیونکہ مغرب عشاء کے بیچ کا وقت اور صبح کا

وقت برکت والا وقت ہے۔ اس بارے میں شعر بھی کہے گئے ہیں۔

یَا طَالِبَ الْعِلْمِ بَاشِرِ الْوَرَعَا
وَجَنِّبِ النَّوْمَ وَاتْرُكِ الشَّبَعَا
دَاوِمْ عَلَى الدَّرْسِ لَا تُفَارِقْهُ
فَالْعِلْمُ بِالدَّرْسِ قَامَ وَارْتَفَعَا

ترجمہ: اے علم کے طلب گارو پرہیزگاری اختیار کرو، اور سوئے رہنے سے دور رہو اور پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو۔

سبق کی پابندی کیا کرو، سبق کبھی نہ چھوڑا کرو، علم کا باقی رہنا اور علم کا ترقی کرنا تو سبق کی برکت سے ہے۔

شروع جوانی کے دن اور چڑھتی جوانی کا زمانہ سنبھال لینا چاہیے جیسا کہ ان شعروں میں کہا جا رہا ہے۔

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُعْطٰى مَا تَرُوْمُ
فَمَنْ رَامَ الْمُنٰى لَيْلًا يَقُوْمُ
وَاَيَّامَ الْحَدَاثَةِ فَاغْتَنِمْهَا
اَلَا اِنَّ الْحَدَاثَةَ لَا تَدُوْمُ

محنت کے مطابق تمہیں تمہاری مرادیں نصیب ہوں گی، جو آرزو میں رکھتا ہے وہ راتوں میں جاگتا ہے۔

اور شروع جوانی کے دن قیمتی سمجھ لو، سن لو! یہ دن ہمیشہ باقی نہیں رہتے ہیں۔

ہاں مگر اپنی جان کو اُلجھن میں نہ ڈالو اور نہ اپنی ذات کو کمزور کرو کہ کہیں کے نہ رہو بلکہ اپنی ذات سے صرف کام لو کہ سہولت تو سبھی چیزوں میں

بہت بڑا اصول ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "خبردار یہ دین مضبوط ہے اس کی گہرائی میں سہولت کے ساتھ اترنا اور اپنی جان کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے مشکلات میں نہ ڈالنا کیوں کہ سواری کو برباد کرنے والا نہ تو سفر کر سکتا ہے نہ سواری باقی رکھ سکتا ہے" اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنی سواری کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو۔

طلبہ کیلئے بلند ہمت رہنا ضروری ہے

طلبہ کے لئے علم کے معاملہ میں بلند ہمت رہنا ضروری ہے، اس لئے کہ انسان اپنی ہمت کے مطابق اڑ سکتا ہے (ترقی کر سکتا ہے) جیسے کہ پرندہ اپنے پروں سے اڑ سکتا ہے۔

ابو الطیب شاعر نے کہا ہے۔

عَلیٰ قَدْرِ اَھْلِ الْعَزْمِ تَاْتِی الْعَزَائِمُ
وَتَاْتِیْ عَلیٰ قَدْرِ الْکِرَامِ الْمَکَارِمُ
وَتَعْظُمُ فِیْ عَیْنِ الصَّغِیْرِ صِغَارُھَا
وَتَصْغُرُ فِیْ عَیْنِ الْعَظِیْمِ الْعَظَائِمُ

ترجمہ: اپنی بلند ہمتی کے مطابق ہمت کے کام ہوتے ہیں اور شرافت کی مقدار اخلاق ظاہر ہوتے ہیں۔

چھوٹے کی آنکھ میں چیز کا چھوٹا پن بہت زیادہ ہوتا ہے اور بڑے کی نظر میں بڑے بڑے کام بھی چھوٹے لگتے ہیں۔

بنیادی چیز محنت اور بلند ہمتی ہے

تمام چیزوں (کاموں) میں اصل تو محنت اور بلند ہمتی ہے، اب کسی کی ہمت حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کی ساری ہی کتابیں

یاد کر لینے کی ہے اور اس کے ساتھ اس کی محنت اور پابندی بھی ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اس میں سے زیادہ تر یا آدھی کتابیں ضرور یاد کر لیگا، اب کسی آدمی کی ہمت تو بلند ہے لیکن محنت نہیں، یا پھر محنت ہے اور ہمت بلند نہیں تو وہ تھوڑا سا علم حاصل کر سکتا ہے۔

شیخِ اجل امام استاذ حضرت رضی الدین نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "مکارم الاخلاق" میں لکھا ہے کہ حضرت ذوالقرنین نے جب سفر کا ارادہ فرمایا تاکہ مشرق اور مغرب پر قابو پالیوے تو حکماء سے اس بارے میں مشورہ کیا اور اپنی رائے بھی پیش فرمائی کہ اتنے چھوٹے سے ملک (دنیا) کے لئے کیونکر سفر کروں دنیا تو تھوڑی سی فنا ہونے والی ہے اور دنیا کی حکومت تو معمولی چیز ہے یہ تو بلند ہمتی کا کام نہ ہوگا حکماء نے مشورہ دیا کہ نہیں! سفر ضرور کرو تاکہ دنیا آخرت دونوں ہی مل جائے تو حضرتِ ذوالقرنین نے فرمایا کہ ٹھیک ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بڑے بڑے (اونچے) کاموں کو پسند فرماتا ہے اور گھٹیا کاموں کو ناپسند کرتا ہے اور کہا گیا کہ اپنے کام میں جلدی نہ کرو، اور اس پر ہمیشگی اختیار کرو، پس جیسے سیدھا کیا جاتا ہے وہ سیدھا ہو ہی جاتا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے حضرت امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ "تم کند ذہن تھے اور پابندی نے تمہیں ہوشیار بنا دیا" سستی سے بچنا چاہئے کہ یہ بڑی نحوست اور آفت ہے۔

شیخ امام حضرت ابونصر صفار انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس سے کہا ہے ۔ يَا نَفْسِ يَا نَفْسِ لَا تُرْخِيْ عَنِ الْعَمَلِ

فِي الْبِرِّ وَالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ فِيْ مَهَلِ

فَكُلُّ ذِىْ عَمَلٍ فِى الْخَيْرِ مُغْتَبِطٌ
وَفِىْ بَلَاءٍ وَشُؤْمٍ مِنْ كُلِّ ذِىْ كَسَلٍ

ترجمہ : اے میرے نفس، اے میرے نفس عمل میں ڈھیل نہ کر، نہ ہی نیکی اور انصاف اور احسان کرنے میں۔

ہر بھلائی کا عمل کرنے والا قابلِ رشک ہوتا ہے، اور سست آدمی بلا اور نحوست کا شکار ہوتا ہے۔

مصنفؒ نے فرمایا کہ مجھے اس معنی کے شعر مل گئے ہیں۔

دَعِىْ نَفْسِى التَّكَاسُلَ وَالتَّوَانِىْ
وَاِلَّا فَاثْبُتِىْ فِىْ ذَا الْهَوَانِ
فَلَمْ اَرَ لِلْكُسَالٰى حَظٌّ يَفِىْ
سِوٰى نَدَمٍ وَحِرْمَانِ الْاَمَانِىْ
كَمْ مِنْ حَيَاءٍ وَكَمْ عَجْزٍ وَكَمْ نَدَمٍ
جَمٍّ تَوَلَّدَ لِلْاِنْسَانِ مِنْ كَسَلٍ
اِيَّاكَ عَنْ كَسَلٍ فِى الْبَحْثِ عَنْ شُبْهٍ
فَمَا عَلِمْتَ وَمَا قَدْ شَذَّ عَنْكَ سَلِ

اے میرے نفس سستی اور کمزوری چھوڑ ورنہ ذلت میں پڑا رہ۔

میں تو سست لوگوں کے لئے پچھتاوے اور آرزوؤں سے محرومی کے سوا کچھ نہیں دیکھتا۔

کتنی شرم کتنا پچھتاوا اور بے بسی انسان کو محض سستی کی وجہ سے برداشت کرنی پڑتی ہے۔

کسی بھی نامعلوم (شک وشبہ) کی تحقیق کرنے میں سستی سے بچتا

رہ، اور جو تجھے معلوم نہ ہو اس کے بارے میں تحقیق کرتا رہ۔

اور شعر کہا گیا ہے۔

اَلْكَسَلُ مِنْ قِلَّةِ التَّأَمُّلِ فِيْ مَنَاقِبِ الْعِلْمِ وَفَضَائِلِهٖ

ترجمہ: سستی کی کیا وجہ ہے؟ علم کے مناقب اور فضائل میں غور نہ کرنا۔

طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو علم حاصل کرنے محنت و پابندی کرنے کے واسطے علم کے فضائل میں سوچ سوچ کر تیار کرے اس لئے کہ علم تو معلوم کے باقی رہنے سے باقی رہتا ہے اور مال فنا ہو جاتا ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالٌ
فَاِنَّ الْمَالَ يَفْنٰى عَنْ قَرِيْبٍ
وَاِنَّ الْعِلْمَ يَبْقٰى لَا يَزَالُ

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کی ہمارے درمیان تقسیم پر راضی ہیں کہ ہم کو علم عطا فرمایا اور دشمنوں (جاہلوں) کو مال۔

بے شک مال عنقریب فنا ہو جائے گا۔ اور یقیناً علم ہمیشہ باقی رہے گا۔

علمِ نافع کے فوائد

علمِ نافع کے ذریعہ ذکرِ خیر باقی رہتا ہے اور یہ موت کے بعد بھی باقی رہتا ہے، یہ ہمیشہ کی زندگی جیسا ہے شیخ امام اجل ظہیر الدین مفتی ائمہ حضرت حسن بن علی جو مرغینانی سے مشہور ہیں، انھوں نے یہ شعر سنایا۔

اَلْجَاهِلُوْنَ فَمَوْتٰى قَبْلَ مَوْتِهِمْ
وَالْعَالِمُوْنَ وَاِنْ مَاتُوْا فَاَحْيَاءُ

ترجمہ: بے علم لوگ اپنی موت سے پہلے ہی مردہ ہیں، اور علماء تو زندہ ہی رہتے ہیں چاہے انھیں موت آجائے۔

اور شیخ الاسلام برہان الدینؒ نے یہ شعر سنائے۔

وَفِي الْجَهْلِ قَبْلَ الْمَوْتِ مَوْتٌ لِأَهْلِهٖ
فَأَجْسَامُهُمْ قَبْلَ الْقُبُوْرِ قُبُوْرٌ
وَإِنِ امْرُؤٌ لَمْ يَحْيَ بِالْعِلْمِ مَيِّتٌ
وَلَيْسَ لَهٗ حِيْنَ النُّشُوْرِ نُشُوْرٌ

اور جہالت تو جاہلوں کی موت سے پہلے موت ہے، اور ان کے جسم (بدن) قبروں سے پہلے قبریں ہیں۔

جو آدمی علم کے ذریعہ زندگی حاصل نہیں کرتا وہ تو مردہ ہے، اور پھر اسکو محشر میں دوبارہ زندہ ہونے کے وقت (حقیقی) زندگی کیسے نصیب ہو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

أَخُو الْعِلْمِ حَيٌّ خَالِدٌ بَعْدَ مَوْتِهٖ
وَأَوْصَالُهٗ تَحْتَ التُّرَابِ رَمِيْمٌ
وَذُو الْجَهْلِ مَيْتٌ هُوَ يَمْشِيْ عَلَى الثَّرٰى
يُظَنُّ مِنَ الْأَحْيَاءِ وَهُوَ عَدِيْمٌ

عالم زندہ ہمیشہ رہنے والا ہے اپنی موت کے بعد بھی، جبکہ اس کے جوڑ مٹی میں ریزہ ریزہ ہو چکے ہوں گے۔

اور جاہل مردہ ہے حالانکہ وہ مٹی (زمین) پر چلتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں زندہ ہوں اور حقیقت میں وہ مر چکا ہوتا ہے۔

اور ایک شاعر کہتا ہے۔

حَیَاۃُ الْقَلْبِ عِلْمٌ فَاغْتَنِمْہُ   وَمَوْتُ الْقَلْبِ جَھْلٌ فَاجْتَنِبْہُ

دل کی زندگی علم ہے اسے قیمتی سمجھ لو اور دل کی موت جہالت ہے اس سے دور رہا کرو۔

اور شیخ استاذ حضرت شیخ الاسلام برہان الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ شعر سنائے۔

ذُوالْعِلْمِ اَعْلٰی رُتْبَۃً فِی الْمَرَاتِبِ
وَمَنْ دُوْنَہٗ عِزُّ الْعُلٰی فِی الْمَرَاکِبِ
فَذُوالْعِلْمِ یَبْقٰی عِزُّہٗ مُتَضَاعِفًا
وَذُوالْجَھْلِ بَعْدَ الْمَوْتِ تَحْتَ التَّیَارِبِ
فَھَیْھَاتَ لَا یَرْجُوْ مَدَاہُ مَنِ ارْتَقٰی
رُقِیَّ وَلِیِّ الْمُلْکِ وَالِی الْکَتَائِبِ
سَاُمْلِیْ عَلَیْکُمْ بَعْضَ مَافِیْہِ فَاسْمَعُوْا
فَبِیْ حَصَرٌ مِنْ ذِکْرِکُلِّ الْمَنَاقِبِ
ھُوَالنُّوْرُکُلُّ النُّوْرِ یَھْدِیْ عَنِ الْعَمٰی
وَذُوالْجَھْلِ مَرَّالدَّھْرِ بَیْنَ الْغَیَاھِبِ
ھُوَالذِّرْوَۃُ الشَّمَّاءُ تَحْمِیْ مَنِ الْتَجَا
اِلَیْھَا وَیَمْشِیْ اٰمِنًا فِی النَّوَائِبِ
بِہٖ یَنْتَجِیْ وَالنَّاسُ فِیْ غَفَلَاتِھِمْ
بِہٖ یُرْتَجٰی وَالرُّوْحُ بَیْنَ التَّرَائِبِ
بِہٖ یَشْفَعُ الْاِنْسَانُ مَنْ رَاحَ عَاصِیًا
اِلٰی دَرْکِ النِّیْرَانِ شَرِّ الْعَوَاقِبِ
فَمَنْ رَامَہٗ رَامَ الْمَاٰرِبَ کُلَّھَا
وَمَنْ حَازَہٗ قَدْ حَازَکُلَّ الْمَطَالِبِ

هُوَ الْمَنْصَبُ الْعَالِي فَيَا صَاحِبَ الْحِجَا
إِذَا نِلْتَهُ هَوِّنْ بِفَوْتِ الْمَنَاصِبِ
فَإِنْ فَاتَكَ الدُّنْيَا وَطِيبُ نَعِيمِهَا
فَغَمِّضْ فَإِنَّ الْعِلْمَ خَيْرُ الْمَوَاهِبِ

علماء درجوں میں سب سے اونچے درجہ پر ہیں، اور ان کے سوا سب درجے میں نیچے ہیں۔

عالم کی عزت تو مرنے کے بعد بھی، کئی گنا ہوتی ہے، اور جاہل تو مر کر مٹی کے نیچے گمنام ہو جاتا ہے۔

جی ہاں بہت دور کی بات ہے، علم کی شان کی تو وہ شخص بھی امید نہیں کر سکتا ہے جو حکومت کے اعلیٰ عہدہ پر پہونچ چکا ہو یا پھر فوج کا سپہ سالار بن گیا ہو۔

میں علم کے کچھ فضائل تمہیں لکھ سناتا ہوں کیونکہ اس کے سارے فضائل تو میں بیان بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

علم تو نور ہے سراپا نور جو اندھے پن کو دور کرتا ہے، اور جاہل تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اندھیرے در اندھیرے میں بھٹکتا ہے۔

علم تو اونچی چوٹی ہے، جو علم کی پناہ میں آئے وہ نجات پاتا ہے، اور سخت سے سخت حالات میں بھی وہ نڈر ہو کر چلتا ہے۔

اسی علم سے ہی نجات نصیب ہوتی ہے اور لوگ تو بے خبر ہیں، اسی علم سے آس باندھی جا سکتی ہے جبکہ روح سینے میں موت کے قریب، تڑپتی ہو

اسی علم کے صدقے ان گنہگاروں کی سفارش کرنا نصیب ہوگا جو جہنم میں برے انجام کے ساتھ جا چکے ہیں۔

جس نے علم کی سوچ لی اس نے سارے ہی نفعوں کی سوچ لی، جس نے علم

کو محفوظ کر لیا اس نے سارے مقاصد پر قابو پا لیا۔
اے عقلمند وہ (علم) ہی اونچا مرتبہ ہے جب تو اسے پالیوے تو دیگر مراتب کے چھوٹنے کے غم نہ کیا کر اگر دنیا اور اس کی عیش و عشرت تجھ سے چھوٹ گئی ہے (تو کیا بات ہے)، تو (سب نعمتوں سے) آنکھیں بند کر کے یقین کر لے کہ علم سب (نعمتوں) سے اونچا عطیہ (اور نعمت) ہے۔ مجھے یہ اشعار بھی سنائے گئے کہ

اِذَا مَا اعْتَزَّ ذُوْ عِلْمٍ بِعِلْمٍ
فَعِلْمُ الْفِقْهِ اَوْلٰى بِاعْتِزَازٍ
فَكَمْ طِيْبٍ يَفُوْحُ وَلَا كَمِسْكٍ
وَكَمْ طَيْرٍ يَطِيْرُ وَلَا كَبَازِيْ

ترجمہ: جب کوئی عالم (تحدیث بالنعمۃ کے طور پر) اپنے علم پر فخر کر رہا ہو تو فخر کے زیادہ لائق علم فقہ ہے۔
خوشبوئیں تو ان گنت قسم کی ہیں جو مہکتی ہیں، لیکن مشک کی تو شان ہی اور ہے، اور پرندے (فضاؤں میں) تو بہت اڑتے ہیں بھلا باز جیسی اڑان کون بھر سکتا ہے!
میں نے خود یہ شعر کہے ہیں

اَلْفِقْهُ اَنْفَسُ شَيْءٍ اَنْتَ ذَاخِرُهٗ
مَنْ يَدْرُسِ الْعِلْمَ لَمْ تَدْرُسْ مَفَاخِرُهٗ
فَاكْسِبْ لِنَفْسِكَ مَا اَصْبَحْتَ تَجْهَلُهٗ
فَاَوَّلُ الْعِلْمِ اِقْبَالٌ وَّاٰخِرُهٗ

فقہ ہی سب سے قیمتی علم ہے جس کا تو ذخیرہ کر سکتا ہے۔ یوں اور علوم کے اسباق پڑھنے پڑھانے والے بھلا فقیہانہ شان والے کہاں؟
نامعلوم علم کو اپنی کمائی سمجھ کر حاصل کرو، علم کا تو اول بھی خوش بختی (ترقی)

ہے، اور آخر بھی۔

سمجھدار آدمی کو تو علم اور فقہ کی لذّت (چاشنی) ہی علم پر اُبھارنے اور علم کی دعوت دینے کے لئے کافی ہے۔

سستی کے اسباب اور اسکا علاج

سستی کی وجہ بلغم اور کف ہے اور اس کو گھٹانے کے لئے کھانا کم کرنا ہوگا کہتے ہیں کہ ستر نبیوں علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اتفاقی فیصلہ ہے کہ بھول جانے کی شکایت زیادہ تر بلغم کی زیادتی کی وجہ سے ہے اور بلغم کی زیادتی پانی زیادہ پینے کی وجہ سے ہے اور پانی زیادہ پینے کی وجہ زیادہ کھانا کھانا ہے۔

بلغم کاٹنے والی چیزیں

(۱) خشک روٹی (بغیر سالن) بلغم کاٹتی ہے (۲) ایسے ہی نہار منہ کشمش کھانا بھی لیکن اتنی زیادہ بھی کشمش نہیں کھانی چاہئے کہ پانی پینے کی ضرورت پڑے جس سے نتیجۃً بلغم کی زیادتی ہوگی۔ (۳) مسواک کرنا بھی بلغم میں کمی لاتا ہے۔ حافظہ بڑھاتا ہے اور اس سے زبان صاف اور زیادہ چلتی ہے، اسکے علاوہ وہ اونچے درجہ کی سنّت ہے جس سے نماز اور تلاوت کا ثواب بھی بڑھ جاتا ہے۔

کھانا کم کرنے کا طریقہ

کھانا کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کم کھانے کے نفع کو سوچے کہ کم کھانا ہی تندرستی، پاکی، اور ہمدردی ہے، اور کسی شاعر نے کہا ہے۔

فَعَارٌ ثُمَّ عَارٌ ثُمَّ عَارٌ   شِفَاءُ الْمَرْءِ مِنْ اَجْلِ الطَّعَامِ

شرم کی بات ہے، پھر شرم کی بات ہے، پھر شرم کی بات ہے۔ آدمی

کی شفار (تندرستی) کھانے کی صحیح ترتیب کی وجہ سے ہے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ بغیر کسی گناہ کے ناراض رہتا ہے۔ (۱) پیٹو۔ (۲) کنجوس۔ (۳) اور تکبر کرنے والے سے۔

زیادہ کھانے کے نقصانات

زیادہ کھانے کے نقصانات سوچے کروہی (۱) بیماریاں ہیں۔ اور (۲) طبیعت کا بھاری پن ہے، کہاوت ہے کہ (۳) زیادہ کھانا سوجھ بوجھ کو مار دیتا ہے۔
حکیم جالینوس سے نقل کیا گیا کہ انار سراپا نفع ہے اور مچھلی سراپا نقصان ہے مگر تھوڑی سی مچھلی کھانا زیادہ انار کھانے سے بہر حال بہتر ہے۔
(۴) نیز زیادہ کھانے میں مال کو برباد کرنا ہے۔ (۵) سیری (پیٹ بھر) سے زیادہ کھانا خالص نقصان ہے۔ (۶) اور آخرت میں اس کی وجہ سے سزا کا حقدار بنتا ہے۔ (۷) پیٹو آدمی لوگوں کی نظر میں بھی ناپسندیدہ ہے۔

کھانا کسطرح کم کریں؟

کھانا اس طرح کم کریں کہ تھوڑی سی چکنی غذا کھائے اور جلدی ہضم ہونے والی زیادہ خوشگوار ہو، ایسی چیزیں پہلے کھائے اور معمولی بھوک ہوتے ہوئے بھی کھانا کھانے سے پرہیز کریں، ہاں زیادہ کھانے کی کوئی غرض ہو تو زیادہ کھانا چاہئے، جیسے روزہ رکھنا، نماز پڑھنا اور محنت والے اعمال میں لگنا وغیرہ۔

صفحہ ۱۳ کا بقیہ

(۷) ـــــ وَاَخرَجَ ابنُ عَبدِ البَرِّ فِي جَامِعِهِ عَنْ أَبِي جُحَيفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ: كَانَ يُقَالُ: جَالِسِ الكُبَرَاءَ، وَخَالِلِ العُلَمَاءَ وَخَالِطِ الحُكَمَاءَ.

بقیہ صفحہ ۵۶ پر

چھٹی فصل

سبق شروع کرنے، سبق کی مقدار (کتنا سبق ہو) اور سبق کی ترتیب کے بیان میں

بدھ کے دن سبق شروع کرنے کی وجہ

ہمارے استاذ شیخ الاسلام حضرت برہان الدین (صاحب ہدایہ) رحمہ اللہ تعالیٰ سبق شروع کرانے کو بدھ کے دن پر موقوف رکھتے تھے، اس بارے میں وہ ایک حدیث بیان فرمایا کرتے تھے اور یوں کرنے کی دلیل ایک حدیث بیان فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز (کام) بدھ کے دن شروع کیا جائے وہ پورا ہوتا ہی ہے۔ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ بھی اسی طرح شروع فرماتے تھے اور ہمارے استاذ یہ حدیث اپنے استاذ شیخ امام اجل حضرت قوام الدین احمد ابن عبد الرشید رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے تھے اور میں نے بھروسہ کے لائق لوگوں سے سنا کہ شیخ ابو یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہر نیک کام کو بدھ کے دن پر موقوف فرماتے تھے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ بدھ کا دن نور کی پیدائش کا دن ہے۔ اور بدھ کا دن بے ایمانوں کے لئے منحوس دن ہے تو ایمان والوں کے لئے مبارک دن ہوگا۔

شروع شروع میں کتنا کتنا سبق پڑھانا چاہئے

اب رہا یہ مسئلہ کہ شروع شروع میں کتنا سبق پڑھایا جائے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ قاضی حضرت عمر بن امام ابوبکر زرنجی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرمایا کہ حضرت شیخ قاضیؒ نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شروع شروع کے بچوں کا سبق اتنا

ہونا چاہئے کہ جو آسانی سے دو مرتبہ دوہرا سکیں، روزانہ ایک ایک بول پڑھایا جائے پھر چاہے سبق لمبا (زیادہ) ہو جائے لیکن دو مرتبہ دوہرا سکیں اور آسانی اور آہستگی کے ساتھ پڑھائیں۔

اصل دوہرانا ہے سبق چاہے جتنا ہو

اب شروع میں سبق لمبا (زیادہ) بھی ہو اور دس مرتبہ اسکو دوہرانا پڑے تو آخر (تک) میں بھی اسی طرح دس مرتبہ دوہرانا چاہئے اس سے عادت بن جائے گی، اور یہ عادت کبھی نہ چھوڑیں مگر کوئی سخت رکاوٹ آجائے (تو اور بات ہے) کہاوت ہے کہ اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَالتَّكْرَارُ اَلْفٌ یعنی سبق ایک حرف ہو لیکن دوہرانا تو ہزار مرتبہ ہو، اور جو باتیں بہت جلدی سمجھ میں آجائے اسکو شروع کریں، شیخ امام استاذ حضرت شرف الدین عقیلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھے تو وہ بات ٹھیک لگتی ہے جو ہمارے مشائخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا عمل تھا کو مشائخ نئے نئے بچوں کے لئے لمبی لمبی کتابوں کے خلاصے پسند فرماتے تھے کیوں کہ وہ جلدی سمجھ میں آجاتے ہیں اور یاد بھی ہو جاتے ہیں اور اکتاہٹ بھی پیدا نہیں کرتے اور اس سے لوگوں کو نفع بھی زیادہ پہونچتا ہے۔ اور یاد کرنے دوہرانے کے بعد بھی سبق سے جوڑ پیدا کرنا بہت ضروری ہے اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے، اور ہاں بچوں کو ایسی باتیں نہیں لکھنی چاہئے جو سمجھ میں نہ آئی ہو کیونکہ اس سے طبیعت پر بوجھ پڑتا ہے اور سمجھ بوجھ میں کمی آتی ہے اور وقت برباد ہوتا ہے اور (۱) استاذ سے (۲) یا غور و فکر (سوچ) سے (۳) اور بار بار دوہرا کر سمجھنے کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ سبق کم ہو اور دوہرانا، سوچنا زیادہ ہو تو وہ ذہن میں آجاتا ہے اور اسکو سمجھا جا سکتا ہے۔

کہاوت ہے کہ حِفْظُ حَرْفَيْنِ خَيْرٌ مِّنْ سِمَاعِ وِقْرَيْنِ۔ وَفَهْمُ حَرْفَيْنِ خَيْرٌ مِّنْ حِفْظِ وِقْرَيْنِ یعنی دو حرفوں (باتوں) کو یاد کر لینا دو دفتروں (کتابوں) کے سننے سے بہتر ہے۔ اور دو حرفوں (باتوں) کو سمجھ لینا دو دفتروں (کتابوں) کے یاد کر لینے سے بہتر ہے۔ اور جب طلبہ سمجھنے میں سستی کریں گے اور ایک دو مرتبہ بھی کوشش نہیں کریں گے تو معمولی باتوں میں بھی بغیر سمجھے پڑھنے کے عادی بن جائیں گے لہذا ضروری ہے کہ سمجھنے میں بالکل سستی نہ کریں بلکہ کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں اور عاجزی کر کے اللہ تعالیٰ سے مانگیں کیونکہ اللہ تعالیٰ مانگنے والوں کو دیتا ہے اور امید رکھنے والوں کو نامراد نہیں کرتا۔ شیخ امام اجل حضرت قوام الدین حماد بن ابراہیم بن اسماعیل صفار رحمہ اللہ تعالےٰ نے یہ شعر مجھکو لکھوائے جو قاضی خلیل بن احمد سرخسیؒ (یا سجزری) کے ہیں جو اسی بارے میں ہے۔

أُخْدُمِ الْعِلْمَ خِدْمَةَ الْمُسْتَفِيْدِ
وَأَدِمْ دَرْسَهٗ بِعَقْلٍ حَمِيْدٍ
وَإِذَا مَا حَفِظْتَ شَيْئًا أَعِدْهُ
ثُمَّ أَكِّدْهُ غَايَةَ التَّأْكِيْدِ
ثُمَّ عَلِّقْهُ كَيْ تَعُوْدَ إِلَيْهِ
وَإِلٰى دَرْسِهٖ عَلَى التَّأْبِيْدِ
وَإِذَا مَا أَمِنْتَ مِنْهُ فَوَاتًا
فَانْتَدِبْ بَعْدَهٗ لِشَيْءٍ جَدِيْدٍ
مَعَ تَكْرَارِ مَا تَقَدَّمَ مِنْهُ
اِعْتِنَاءً بِشَانِ هٰذَا الْمَزِيْدِ

ذَاكِرِ النَّاسَ بِالْعُلُوْمِ اُنْسِيْتَ
حَتّٰى لَا تَدْرِىْ غَيْرَ جَاهِلٍ وَبَلِيْدٍ
ثُمَّ اُلْجِمْتَ فِى الْقِيَامَةِ نَارًا
وَتَلَهَّبْتَ فِى الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ

علم کی خدمت طالب کی طرح کیا کرو۔ اور سچی (اچھی) سمجھ کے ذریعہ اس کے درس کو ہمیشہ باقی رکھا کرو۔

اور جب کچھ یاد ہوجائے تو اسکو دہرایا کرو پھر اسکو بہت ہی پکا کرلیا کرو۔ پھر اس کے ساتھ جوڑ باقی رکھا کرو جسکی برکت سے وہ ہمیشہ تمہارے پاس محفوظ رہ سکے اور ہمیشہ اسکو پڑھا سکو۔

جب اس کے بھول جانے کا خطرہ نہ رہے تو اب کچھ نئے کو حاصل کرو۔

مگر، پچھلے پڑھے ہوئے کو بھی دوہرانے کے ساتھ ساتھ اس نئے پر دھیان لگاؤ۔

لوگوں کو بھی اتنا پڑھایا کرو کہ کوئی ان پڑھ نا سمجھ نہ رہ جائے۔

نہ پڑھانے کی صورت میں، تمہیں قیامت کے دن آگ کی لگام لگائی جائے گی اور سخت عذاب میں تمہیں بھی شعلے ہی کی طرح جلنا ہوگا۔

مذاکرہ (دوہرانا) مناظرہ (چرچا) کی ضرورت اور طریقہ

طلبہ کے لئے مذاکرہ مناظرہ

اور ایک دوسرے سے سیکھنا سکھانا ضروری ہے لیکن یہ باتیں انصاف، سنجیدگی اور سوچ سمجھکر ہونا چاہیے۔ اور چیخ وپکار، غصہ سے بچنا چاہیے اس لئے کہ بحث، چرچا اور آپسی مذاکرہ ایک قسم کا مشورہ ہے، اور مشورہ درست رائے معلوم کرنے کے لئے ہوتا ہے، اور درست رائے سوچ، سنجیدگی اور انصاف

سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اور غصہ اور بلا وجہ کی چیخ و پکار سے حاصل نہیں کر سکتے

الزام خصم یعنی سامنے والے کو چپ کرنے کیلئے مناظرہ (چرچا) کرنا جائز نہیں ہے

اب اگر سامنے والے (مقابل) کو چپ کرنا ہی مقصود ہو تو بحث چرچا (مناظرہ) جائز نہیں ہے، حق ظاہر کرنے کی نیت سے جائز ہے۔ بحث، مباحثہ میں بناوٹ حیلہ جائز نہیں ہے، ہاں سامنے والا اَڑیَل ہے حق پرست نہیں ہے تو اور بات ہے۔

حضرت امام محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ تعالیٰ پر جب کوئی اشکال کیا جاتا اور کوئی جواب نہ بن پڑتا تو فرماتے کہ آپ کی بات ٹھیک ہے اور میں سوچتا ہوں اور ہر ایک جاننے والے (عالم) سے زیادہ جاننے والا بھی ہے۔

آپسی مذاکرہ اور مناظرہ صرف تکرار اور دوہرانے سے زیادہ فائدہ مند ہے

ایک دوسرے کو پیش کرنا بحث مباحثہ کرنا محض تکرار سے زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ اسمیں تکرار کے علاوہ دوسرا فائدہ بھی ہے۔ کہاوت ہے کہ ایک گھڑی آپس میں مذاکرہ کرنا ایک مہینہ تکرار کرانے سے بہتر ہے لیکن یہ اسوقت کہ ساتھ والا انصاف پسند سیدھی طبیعت کا ہو، اس لئے کہ طبیعتیں ایک جیسی ہوتی ہیں، اور اخلاق ایک دوسرے میں اثر کرنے والے ہیں اور صحبتیں اثر کر جاتی ہیں۔ اور خلیل بن احمد کے (اوپر ذکر کئے گئے سات) شعروں میں بہت سے فائدے ہیں۔

کہتے ہیں کہ علمی خدمات کی شرط یہ ہے کہ جبھی لوگوں کو علم کا خادم بنا دے۔

علمی گہرائی میں اترنا

اور طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ ہر وقت علمی باریکیوں کو سوچتے رہیں، اور اس کی عادت بنالیں، سوچنے سے باریک باتیں سمجھ میں آجاتی ہیں۔

کہاوت ہے کہ سوچا کرو تو (مراد کو) پالوگے اور سوچنا بولنے سے پہلے ضروری ہے کہ بات صحیح صحیح نکل سکے کیونکہ بات چیت تیر جیسی ہے، تیر کو پھینکنے سے پہلے سوچ سمجھ کر سیدھا کرنا چاہیے تاکہ ٹھیک ہوجائے۔

اصول فقہ میں ہے کہ یہ بڑا اصول ہے اور وہ یہ کہ فقیہ مناظر کی بات سوچ سمجھکر ہونی چاہیے اور کہاوت ہے کہ بڑی عقل (کی بات)، تو یہ ہے کہ بات جماؤ والی سوچ سمجھ کر ہو۔

بات کرنے کے پانچ اصول

شاعر کہتا ہے۔

اُوْصِيْكَ فِي نَظْمِ الْكَلَامِ بِخَمْسَةٍ
اِنْ كُنْتَ لِلْمُوْصِي الشَّفِيْقِ مُطِيْعًا
لَا تَغْفَلَنْ سَبَبَ الْكَلَامِ وَوَقْتَهُ
وَالْكَيْفَ وَالْكَمَّ وَالْمَكَانَ جَمِيْعًا

بات کرنے کے بارے میں میں پانچ باتوں کی وصیت کرتا ہوں اگر تم مہربان وصیت کرنے والے کا کہنا مانتے ہو۔

(۱) بات کا سبب	(کیا ہے؟)
(۲) بات کا وقت (موقعہ)	(ہے کہ نہیں؟)
(۳) اور کیسی بات۔	(ضروری ہے؟)
(۴) اور کتنی بات۔	(ضروری ہے؟)
(۵) اور کس جگہ بات۔	(کر رہا ہے؟)

ان سب باتوں سے ہرگز غفلت نہ کرنا۔

علمی استفادہ ہر وقت ہر حال میں ہر شخص سے کرنا چاہیئے

اور ہر حال میں ہر وقت ہر آدمی سے علمی فائدہ اٹھالینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (علم اور حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے جہاں سے پاوے لے لیوے۔ اور کہاوت ہے کہ خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدَرَ۔ اچھا اچھا لے لو اور گدلا گدلا (جو اچھا نہ ہو) وہ چھوڑ دو۔ (اور نہ لو)

ہمارے بزرگوں کا بہت ہی چھوٹوں سے استفادہ

میں نے شیخ امام استاذ حضرت فخر الدین کاشانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک باندی حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس امانت تھی، حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا کہ اتنی مدت حضرت امام ابو یوسفؒ کے پاس رہی تو تو نے کچھ فقہ یاد کیا (سیکھا) اس نے کہا کہ نہیں لیکن ایک مرتبہ حضرت امام ابو یوسفؒ بار بار یہ بات بول رہے تھے کہ سَهْمُ الدَّوْرِ سَاقِطٌ تو یہ بول مجھے یاد ہو گئے اور ان بولوں سے جو مسئلہ سمجھ میں آتا ہے وہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو مشکل ہو رہا تھا باندی کی اتنی بات سے وہ مسئلہ حل ہو گیا تو اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک سے علم حاصل کیا جا سکتا ہے۔

ہمارے بڑوں نے اپنے مشغلوں میں علم کیسے حاصل کیا اور علمی ترقی کیسے ہوئی؟

اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا ہی جواب دیا جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ نے علم کیسے حاصل کیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے

مسئلہ پوچھنے میں اپنی بے عزتی نہیں سمجھی، اور کسی کو بتانے میں کنجوسی نہیں کی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ نے علم کیسے حاصل کیا تو آپ نے فرمایا کہ بہت پوچھنے والی زبان اور بہت سمجھدار دل سے۔

طلبہ کو ما تقول کا نام کیوں دیا گیا

اور طلبہ کا تو نام ہی "ما تقول" (آپ کیا فرماتے ہیں) ہے کیونکہ پہلے زمانہ میں لوگ مسئلہ پوچھتے وقت عام طور پر یوں کہتے تھے کہ مَا تَقُوْلُ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ یعنی اس مسئلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں۔

کمانے کے ساتھ ساتھ پڑھنا پڑھانا

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہ اس طرح حاصل کیا کہ آپ کپڑوں کے بیوپاری تھے، اپنی دکان میں زیادہ تر علمی چرچا، بحث مباحثہ فرماتے تھے جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علم اور فقہ کا حاصل کرنا دھندے کیساتھ بھی ہوسکتا ہے

حضرت امام ابو حفص کبیر رحمہ اللہ تعالیٰ دھندا کرتے تھے اور تکرار فرماتے تھے تو طلبہ کو اپنے بال بچوں وغیرہ کے لئے کمانا ضروری ہو تو کمائیں اور ساتھ ساتھ پڑھنا پڑھانا بھی ہوتا رہے اور سستی نہ کریں۔ خلاصہ یہ کہ تندرست صحیح عقل والے آدمی کے لئے پڑھنے اور مسائل جاننے کو بالکل چھوڑ دینے کا کوئی بہانہ باقی نہیں رہتا

غربت علمی رکاوٹ نہیں ہے

کیونکہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ تو وہ غریب نہیں ہوگا پھر بھی غریبی حضرت امام ابو یوسفؒ کے لئے رکاوٹ نہ بنی۔

مالداروں میں علم اور علماء

اور اگر کسی کے پاس بہت مال ہو تو کیا ہی اچھا موقعہ ہے کہ اچھا مال، اچھا آدمی علمی راستہ میں خرچ کر ڈالے۔ ایک عالم سے پوچھا گیا کہ علم کیسے حاصل کیا تو فرمایا کہ مالدار باپ کے

صدقہ میں کہ میرے اباجان علماء اور فضلاء کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھتے تھے، یہ بھی علم بڑھانے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ عقل اور علم کی نعمت کا شکریہ ہے اور شکر ادا کرنا نعمت کو بڑھاتا ہے۔

حمد اور شکر علمی ترقی کا ذریعہ ہے

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اللہ تعالیٰ کے شکر کی برکت سے علم پایا۔ جب بھی مجھے کوئی مسئلہ سمجھ میں آگیا اور فقہ حکمت کی بات کو سمجھ لیا تو میں نے فوراً الحمدللہ کہا جسکی برکت سے میرا علم اور بھی بڑھ گیا۔

اسی طرح طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ زبان، دل اور سب اعضاء سے اور مال سے شکر ادا کریں اور سمجھ لینا اور معلوم ہوجانا اور توفیق مل جانا سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھیں۔

علم اور ھدایت اللہ تعالیٰ سے مانگیں عقل سے نہیں

اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کے ذریعہ ھدایت مانگا کریں اور عاجزی کے ساتھ مانگیں کیونکہ جو اللہ تعالیٰ سے ہدایت مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو ھدایت ضرور دیتا ہے۔

اہلِ سنّت وَالجماعت نے اللہ تعالیٰ سے ھدایت مانگی اور باطل پرستوں نے عقل سے

اب دیکھو کہ اہلِ حق یعنی اہلِ سنّت وَالجماعت نے اللہ تعالیٰ ھدایت دینے والے حفاظت فرمانے والے سے کھلے حق (حقِ مُبِین) کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ھدایت دیدی اور گمراہی سے بچالیا اور گمراہ (بھٹکے ہوئے) لوگ اپنی رائے اور عقل کے گھمنڈ میں رہے اور بے بس مخلوق (عقل) سے حق ڈھونڈا

تو خود بھٹکے اور لوگوں کو بھٹکایا اس لئے کہ عقل تو ساری باتوں کو نہیں سمجھ سکتی جیسے آنکھ ساری چیزوں کو نہیں دیکھ سکتی، تو ان بھٹکے ہوؤں کیلئے رکاوٹیں پیدا ہو گئیں اور بے بس ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنی جس نے اپنی ذات (کی بے بسی) کو پہچانا اس نے اپنے رب (قادرِ مطلق کی قدرت) کو پہچانا مطلب یہ ہے کہ جب اپنی ذات کا بے بس ہونا سمجھ میں آگیا تو خدا تعالیٰ کا قدرت والا ہونا سمجھ میں آجائے گا اور اپنی ذات اور عقل پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے حق بات کے (سمجھنے ماننے کے لئے) سوال کریں اور جو آدمی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے اور اسکو سیدھا راستہ دکھائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو تو علم کے پیچھے خرچ کرو

اور جسکو اللہ تعالیٰ نے مال دیا وہ کنجوسی نہ کریں اور کنجوسی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کنجوسی سے بڑی بیماری کونسی ہو سکتی ہے؟ ابو الشیخ امام اجل شمس الائمۃ حلوانی رحمہ اللہ تعالیٰ غریب آدمی تھے، حلوا بیچا کرتے تھے اور فقہاء (علماء) کو حلوا ھدیہ دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے بیٹے کے لئے دعا کرو، آپکی سخاوت اور یقین اور تواضع، عاجزی کی برکت سے آپ کے بیٹے نے اتنا علم پایا کہ بیان بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ اور آپ پیسے دیکر کتابیں خرید اکرتے تھے اور کتابیں لکھوایا کرتے تھے اور اس طرح بھی علم اور فقہ کی خدمت کرتے تھے۔

حضرت امام محمدؒ کا علم کے خاطر مالِ کثیر خرچ کرنا

اور حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس تو بہت مال تھا اتنا کہ تین سو آدمی تو صرف مال کی حفاظت کرتے تھے، سارا مال

علم اور فقہ کے پیچھے خرچ کر ڈالا کر آپ کے پاس اچھے قسم کا ایک جوڑا بھی باقی نہیں رہا

حضرت امام محمدؒ کی خود داری

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپکو پرانے کپڑوں میں دیکھا تو آپ کو ایک قیمتی جوڑا (کپڑوں کا) بھیجا، آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تمہارے لئے جلدی (اس دنیا میں) بھیجدیا گیا اور ہمارے لئے پیچھے (آخرت کی طرف) دھکیل دیا گیا اور آپ نے ھدیہ قبول نہیں فرمایا حالانکہ مسئلہ تو یہ ہے کہ ھدیہ قبول کرنا سنت ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس میں آپ کو اپنی بے عزتی کا خیال آیا ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کے لئے درست نہیں ہے کہ اپنی ذات کو ذلیل کرے۔

طلبہ، علماء کو خودداری سے رہنا چاہیئے

اور شیخ فخر الاسلام حضرت ارسابندی رحمہ اللہ تعالیٰ گرے پڑے تربوز کے چھلکے ایک خالی جگہ میں جمع فرماتے اسے دھو کر کھا لیا کرتے ایک باندی نے یہ حالت دیکھ لی تو اپنے آقا کو خبر دی، آقا نے آپ کے لئے کھانے کا انتظام کیا اور آپ کو کھانیکی دعوت دی، آپ نے اس کی دعوت قبول نہیں فرمائی، ایسے ہی طلبہ کو بلند ہمت رہنا چاہیئے لوگوں کے مال کی لالچ میں نہیں پڑنا چاہیئے

لالچ فوری غریبی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "لالچ سے بچو کیونکہ وہ فوراً غریبی ہے" اور خود کے پاس جو مال ہو اس میں کنجوسی نہیں کرنی چاہیئے بلکہ دوسروں پر خرچ کرنا چاہیئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ غربت کے ڈر سے غریب دبنے ہوئے ہیں

پہلے زمانہ میں طلبہ ہنر سیکھتے تھے پھر پڑھتے تھے

پہلے زمانہ میں طلبہ ہنر سیکھتے تھے پھر علم حاصل کرتے تھے تا کہ لوگوں کے مال کی لالچ نہ رہے

اور حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو آدمی لوگوں کے مال کے ذریعہ مالدار ہو وہ تو فقیر ہے، اور علماء لالچی ہوں تو پھر علم کی عزت باقی نہیں رہ سکتی اور وہ حق بات بھی نہیں بول سکتے ہیں اور اسی وجہ سے صاحبِ شریعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لالچ سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور دعاء فرماتے تھے أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ طَمَعٍ يُّدْنِيْ إِلٰى طَبَعٍ (میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں ایسی لالچ سے جو عیب کے قریب کر دیوے)

ڈر اور اُمید صرف اللہ تعالیٰ سے رکھنا ضروری ہے

مومن کے لئے ضروری ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھے اور فقط اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور یہ خصلت (ہمارے اندر آگئی ہے یا نہیں تو یہ) شریعت کی حد سے آگے نہ بڑھنے سے معلوم ہوگی، اب جو آدمی مخلوق کے ڈر سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے تو اسکو مخلوق کا ڈر ہے (اللہ تعالیٰ کا نہیں) اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لوگوں کے ڈر سے نہ کرے (اور) شریعت کے احکام کا خیال رکھے (تو سمجھ لینا چاہئے کہ) وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ہے بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتا ہے اور اسی طرح اُمید اور آس کا پہلو بھی سوچ لو۔

آموختہ اور سبق کا تکرار کتنی مرتبہ ہونا چاہئے یہ مقرر کر لینا ضروری ہے

اور طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ تکرار (دوہرانے) کے بارے میں اپنے لئے ایک مقرر مقدار رکھے۔

(۱) گذشتہ کل کا سبق پانچ مرتبہ۔
(۲) اور پرسوں گذشتہ کا سبق چار مرتبہ۔
(۳) اور ترسوں گذشتہ کا تین مرتبہ۔

(۴) اور اس سے اگلے دن کا دو مرتبہ۔

(۵) اور اس سے اگلے دن کا ایک مرتبہ۔

دوہرائے ایسا کرنے سے جلدی (اور پکا) یاد ہو جائے گا۔

تکرار زور سے کریں یا دھیمی آواز سے

یہ بھی ضروری ہے کہ دھیمی آواز سے تکرار کی عادت نہ بنائیں اس لئے کو سبق اور تکرار دونوں ہی آواز سے اور چستی کے ساتھ ہونا ضروری ہے لیکن اتنے زور سے بھی نہیں کہ خود کو تکلیف میں ڈالدیں جسکی وجہ سے تکرار بالکل بند کرنا پڑے سب سے اچھا طریقہ سب کاموں میں بیچ بیچ کا طریقہ ہے۔

حضرت امام ابو یوسفؒ کے تکرار کا طریقہ

نقل کیا جاتا ہے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فقہار کے ساتھ فقہ کا تکرار فرمایا کرتے تھے، آپ کے سسر آپ کے پاس ہوتے تو آپ کے تکرار سے تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ (حضرت امام ابو یوسفؒ) پانچ دن سے بھوکے ہیں اور پھر بھی اتنے زور اور چستی سے تکرار فرماتے ہیں۔

پابندی نہ کرنا بہت بڑی آفت ہے

طلبہ کو پابندی نہیں چھوڑنی چاہئے اس لئے کہ یہ آفت ہے، ہمارے استاذ شیخ الاسلام حضرت برہان الدین (صاحبِ ھدایہ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ میں ساتھیوں سے اس لئے آگے بڑھ گیا کہ میں نے پڑھنے کے زمانہ میں کبھی چھٹی نہیں منائی اور حضرت شیخ الاسلام اِسبیجابیؒ سے نقل کیا گیا کہ ان کو ملک میں گڑبڑ کی وجہ سے بارہ سال تک پڑھنے کے زمانہ میں پڑھنا بند کرنا پڑا تو اپنے ساتھی کو لیکر جہاں ہو سکتا وہاں جاکر تکرار فرماتے رہے اور یہ دونوں ساتھی بارہ سال تک اسی طرح پابندی کرتے رہے تو ان کے ساتھی شافعیہ

کے شیخ الاسلام بن گئے اور وہ شافعی تھے۔

فقہ (مسئلہ مسائل) کی کوئی ایک کتاب ضرور یاد کر لینی چاہیے۔

ہمارے استاذ شیخ قاضی امام فخر الاسلام حضرت قاضی خانؒ فرماتے تھے کہ فقہ کے طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ فقہ کی کوئی ایک کتاب ہمیشہ یاد کیا کریں تاکہ اس کے بعد جو مسائل سنیں ان کا یاد رکھنا آسان ہو جائے۔

صفحہ ۹۰ کا بقیہ

(۸) ــــــ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِ الْعِلْمِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نِعْمَ الْمَجْلِسُ مَجْلِسٌ تُنْشَرُ فِيْهِ الْحِكْمَةُ وَتُرْجَى فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنْهُ فِي الْكَبِيْرِ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: الْمُتَّقُوْنَ سَادَةٌ وَالْفُقَهَاءُ قَادَةٌ وَمُجَالَسَتُهُمْ زِيَادَةٌ۔

(۹) ــــــ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِهِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ مَمْشَاهُ وَمَدْخَلُهُ وَمَخْرَجُهُ مَعَ أَهْلِ الْعِلْمِ۔

(۱۰) ــــــ وَأَخْرَجَ الدَّارِمِيُّ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ، وَالْآخَرُ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَضْلُ هٰذَا الْعَالِمِ الَّذِي يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِي يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ۔ صفحہ ۶۰ پر

ساتویں فصل

توکل (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے) کے بیان میں

طلبہ کو روزی روٹی کی فکروں میں نہیں پڑنا چاہئے

پھر طلبہ کے لئے علم کے بارے میں توکل (اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا) ضروری ہے اور (ضرورت سے زیادہ) روزی کی فکر میں نہیں لگنا چاہئے اور طلبہ کا دل روزی کے معاملہ میں مشغول نہیں ہونا چاہئے۔

طلبہ کے لئے روزی کا وعدہ

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن حسن زبیدی رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هَمَّهٗ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو آدمی دین کی سمجھ (علم) حاصل کرنے میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی فکر اور روزی (کے مسئلہ) کی ایسی جگہ سے کفایت فرماتا ہے جہاں اسکو گمان بھی نہیں ہوتا

ظاہر ہے کہ جس کا دل روزی یعنی خوراک، پوشاک میں لگ جاتا ہے ایسا آدمی اونچے اخلاق اور اونچے کاموں کے لئے کم ہی فرصت پائے گا۔

دُنیا کی فکریں اور علم جمع نہیں ہو سکتے

شاعر کہتا ہے

دَعِ الْمَكَارِمَ لَا تَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا
وَاقْعُدْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِيْ

ترجمہ: اونچے اخلاق چھوڑ اور اس کی تلاش کے لئے سفر بھی ذکر اور بیٹھا ہی رہ کیونکہ تو کھانے پہننے والا آدمی ہے۔

حضرت منصور حلاجؒ سے کسی نے کہا کہ نصیحت (وصیت) فرمایئے! آپ نے فرمایا کہ اپنے نفس کو سنبھالے رکھو، اگر تو اسکو کام میں نہیں لگائے گا تو وہ تجھے کام میں لگا دے گا، تو ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپکو بھلائی کے کاموں میں لگائے رکھے جس کی برکت سے وہ نفس کی خواہشات سے بچا رہے گا اور یوں بھی عقلمند آدمی دنیا کی فکروں میں نہیں لگتا اسلئے کہ فکریں سر پر لے لینے سے مصیبت دور نہیں ہوتی اور فائدہ بھی کچھ نہ ہوگا الٹا دل، عقل، اور بدن کو نقصان پہونچائے گا اور نیکی کے کاموں میں خلل ہوگا ہاں آخرت کی فکریں لگ جانا چاہیئے کہ اس سے نفع ہی نفع ہوگا۔

بقدرِ ضرورت روزی کی فکر میں لگنے میں حرج نہیں ہے

اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اِنَّ مِنَ الذُّنُوبِ لَا یُکَفِّرُهَا اِلَّا هَمُّ الْمَعِیْشَۃِ یعنی بعض گناہ ایسے ہیں کہ جو روزی کی فکر کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنی فکر کرنا کہ جس سے نیک اعمال میں خلل نہ آئے۔ اور دل روزی کی تلاش میں اتنا نہ لگ جائے کہ نماز تک میں دل نہ لگے اور روزی کی اتنی فکر تو خود ہی آخرت کی فکر ہے

طلبہ کو دنیوی تعلقات کم رکھنے چاہیئے

طلبہ کو دنیوی تعلقات جسقدر ہو سکے کم سے کم رکھنا چاہیئے اسی وجہ سے علم کے خاطر بڑوں نے سفر پسند کیا ہے۔

علمی سفر تکالیف سے خالی نہیں ہوتا

اور علم کے سفر میں تکلیف و مشقت برداشت کرنا چاہئے جیسا کہ حضرت موسیٰ صَلَوٰتُ اللہ وَسَلَامُہٗ علیٰ نبینا وعلیہ نے علمی سفر میں ارشاد فرمایا کہ (لَقَدْ لَقِینَا مِنْ سَفَرِنَا ھٰذَا نَصَبًا) اس قسم کی بات آپ نے اور کسی سفر میں ارشاد نہیں فرمائی۔ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ علمی سفر تھکاوٹ سے خالی نہیں ہوتا۔

علم حاصل کرنا جہاد کرنے سے افضل ہے

اس لئے کہ علم حاصل کرنا بہت بڑا کام ہے اور زیادہ تر علماء کے نزدیک جہاد سے بھی افضل ہے۔ اور تھکاوٹ اور مشقت کے بقدر ثواب (بدلہ) ملتا ہے۔ جو آدمی اس قسم کی مشقتوں پر صبر سے کام لے گا ایسی لذت پائے گا جو دنیا کی ساری لذتوں سے بڑھ چڑھ کر ہوگی۔

علمی لذت سب لذتوں سے بڑھ چڑھ کر ہے

یہی تو وجہ ہے کہ حضرت امام محمد بن حسنؒ جب راتوں کو جاگتے اور مسائل حل ہوتے جاتے تو چیخ چیخ کر کہتے اَیْنَ اَبْنَاءُ الْمُلُوْکِ مِنْ ھٰذِہِ اللَّذَّاتِ یعنی شہزادوں کو یہ لذت کہاں نصیب ہو؟

طلبہ کے لئے ضروری ہے کہ علم چھوڑ کر دوسرے کاموں میں نہ لگیں اور فقہ (علم) سے منہ نہ موڑیں۔

کب سے کب تک علم حاصل کرنا چاہئے؟

حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارا یہ فن (علم حاصل کرنا) گہوارہ (پیدائش) سے قبر (موت) تک ہے جس نے اسکو چھوڑنے کا صرف ارادہ بھی کیا (تو سمجھو کہ) وہ چھوڑ چکا۔

سکرات کے عالم میں اکابر کا علمی مشغلہ

ایک فقیہ (عالم) حضرت امام ابو یوسف کی عیادت فرمانے مرض الموت کے وقت تشریف لے گئے اور آپ پر اس وقت سکرات کا عالم طاری تھا حضرت امام ابو یوسفؒ نے پوچھا کہ رمیِ جمار (حج میں شیطانوں کو کنکری مارنا) چلکر بہتر ہے یا سوار ہوکر، ان عالم صاحب کو جواب سمجھ میں نہیں آیا تو آپ نے خود ہی جواب دیا اسی طرح علماء کے لئے ضروری ہے کہ سارے ہی اوقات میں علم میں لگے رہیں تب انھیں اس میں بڑی لذت نصیب ہوگی۔

علمی لذت میں موت کی کڑواہٹ بھی معلوم (محسوس) نہیں ہوتی

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت امام محمدؒ کو آپ کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ نزع (اور سکرات) میں کیا حالت رہی؟ آپ نے جواب دیا کہ میں مُکاتَب غلام کے ایک مسئلہ کے بارے میں سوچ رہا تھا اس لئے مجھے معلوم نہیں کہ میری روح کیسے قبض ہوئی، اور کہا جاتا ہے کہ آپ نے آخری عمر میں فرمایا کہ مجھے مُکاتَب (غلام) کے مسائل نے اس دن کی تیاری سے بے خبر رکھا، یہ آپ نے تواضع (عاجزی) کے طور پر فرمایا۔

۵۹ صفحہ کا باقی

(۱۱) ـــــ وَأَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا: لَبَابٌ يَتَعَلَّمُهُ الرَّجُلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَلْفِ رَكْعَةٍ تَطَوُّعًا.

(۱۲) ـــــ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِ بَيَانِ الْعِلْمِ مَوْقُوْفًا عَنْهُمَا: وَبَابٌ مِنَ الْعِلْمِ يُعَلِّمُهُ عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ بِهِ أَحَبُّ إِلَيْنَا مِنْ مِائَةِ رَكْعَةٍ تَطَوُّعٍ. بقیہ صفحہ ۶۱ پر

آٹھویں فصل

علم حاصل کرنے کے وقت (عمر) کے بیان میں

طالب علمی کا زمانہ پیدائش سے موت تک ہے کہاوت ہے کہ پڑھنے کا زمانہ گود (پیدائش) سے لیکر لحد قبر (موت) تک ہے اور (اسکا) بہترین وقت شروع جوانی کا زمانہ اور صبح اور مغرب عشاء کے بیچ کا وقت ہے

طلبہ کو اپنا سارا ہی وقت لگانا چاہیے، کسی ایک موضوع سے اکتا جائیں تو دوسرے موضوع (علم) میں لگ جانا چاہیے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب علمِ کلام (عقیدوں کے علم) سے اُکتا جاتے تو فرماتے کہ شاعروں کے دیوان (کتابیں) لاؤ اور حضرت امام محمد بن حسنؒ رات سوتے نہیں تھے اور اپنے پاس دفتر (لکھے ہوئے رجسٹر) رکھتے جب ایک طرح کے (دفتر) دیکھکر اکتا جاتے تو دوسرے دیکھنے لگتے تھے۔

صفحہ ۶۰ کا بقیہ

(۱۳) ـــــ وأخرج عبدُ الرَّزَّاق وابنُ أبي شَيبةَ عن أبي بكرِ بنِ أبي موسى أنّ أبا موسى رَضِيَ اللهُ عنهُ أتى عُمرَ بنَ الخطّابِ رَضِيَ اللهُ عنهُ بعدَ العِشاءِ فقالَ لهُ عُمرُ: ما جاءَ بكَ؟ قالَ: جئتُ أتحدّثُ إليكَ، قالَ: هذهِ السّاعةَ؟ قالَ: إنّهُ فِقهٌ، فجلسَ عُمرُ فتحدّثنا طويلاً ثمّ إنّ أبا موسى قالَ: الصّلوٰةَ يا أميرَ المؤمنينَ قالَ: إنّا في صلوٰةٍ۔ بقیہ صفحہ ۷۲ پر

نویں فصل

شفقت اور نصیحت کے بیان میں۔

علماء کے لئے مہربان خیر خواہ اور حسد نہ کرنے والا ہونا ضروری ہے، حسد تو نقصان کرتا ہے نفع نہیں دیتا۔

دوسروں کی بھلائی چاہنے والے نوازے جاتے ہیں

ہمارے استاذ شیخ الاسلام حضرت برہان الدین (صاحبِ ھدایہ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ پڑھانے والوں (استاذوں) کی اولاد عالم بنتی ہیں کیونکہ پڑھانے والے یہ چاہتے ہیں کہ ان کے شاگرد عالم بنیں تو اس اعتقاد اور شفقت کی برکت سے پڑھانے والوں (استاذوں) کی اولاد عالم بن جاتی ہیں (جیسا کہ تجربہ ہے علم علماء کو نقصان پہونچانے والے، ستانے والے چاہے وہ خود بھی عالم ہوں پھر بھی ان کی نسلوں سے علم اٹھ جاتا ہے بلکہ ان میں اور ان کی نسلوں میں علم علماء کی عظمت تک باقی نہیں رہتی۔ ۱۲ مترجم)

مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم طلبہ کو اپنی اولاد پر ترجیح دینا اسلاف کا طریقہ ہے

نقل کیا جاتا ہے کہ صدرِ اجل حضرت برہان الائمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں بیٹوں (۱) صدرِ شہید حسام الدین اور (۲) صدرِ سعید تاج الدین رحمہما اللہ تعالیٰ کے سبق کا وقت دوپہر کو سارے طلبہ کے سبق کے بعد مقرر کیا اور یہ دونوں بیٹے اپنے ابا جان سے کہتے کہ ہماری طبیعتیں اس وقت بور ہو جاتی ہیں تو ابا نے فرمایا کہ طلبہ اور مالداروں کے بچے میرے پاس دور دور سے آتے ہیں

میرے ذمہ ضروری ہو جاتا ہے کہ انکو پہلے پڑھادوں، اسکی برکت تھی کہ آپ کے یہ دونوں بیٹے اس زمانہ کے زیادہ تر فقہار (علمار) سے آگے نکل گئے۔

لڑائی جھگڑے سے دور رہنا طلبہ کیلئے خاص طور پر ضروری ہے

اور کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے وقت برباد ہوتا ہے۔ کہاوت ہے کہ نیک اچھے آدمی، کو اس کا بدلہ مل جائے گا۔ اور برے کو اس کی برائیاں خود ہی بہت ہیں۔ شیخ امام رکن الاسلام محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ تعالیٰ جو امام خواہر زادہ مفتی سے مشہور ہیں، انھوں نے شعر سنایا اور فرمایا کہ مجھے سلطانِ شریعت حضرت یوسف ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ شعر سنایا۔

وَلَا تَجْزِ اِنْسَانًا عَلٰی سُوْءِ فِعْلِہٖ
سَیَکْفِیْہِ مَا فِیْہِ وَمَا ھُوَ فَاعِلُہٗ

ترجمہ: کسی آدمی سے برے برتاؤ کا بدلہ نہ لو۔ اس کے بدلہ کے لئے وہ برائی بہت ہے جو اس میں ہے اور وہ جو کر رہا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جو آدمی اپنے دشمن کی ناک رگڑنا چاہے تو یہ شعر بار بار پڑھے۔

اِذَا شِئْتَ اَنْ تَلْقٰی عَدُوَّكَ رَاغِمًا
وَتَقْتُلَہٗ غَمًّا وَتُحْرِقَہٗ ھَمًّا
فَرُمْ لِلْعُلٰی وَازْدَدْ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّہٗ
مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا زَادَ حَاسِدُہٗ غَمًّا

ترجمہ: جب تم اپنے دشمن کو ذلیل کر کے گرانا اور اسکو غم میں مار ڈالنا اور

فکر میں جلا دینا چاہو۔

تو تم علم کے اونچے درجہ کو حاصل کرنے کا ارادہ کر لو کیونکہ جو آدمی علم میں بڑھتا جاتا ہے تو اس پر حسد کرنے والے غم کے اعتبار سے بڑھ جاتے ہیں اور یوں بھی تو تمہاری ذمہ داری اپنے نفع کو ڈھونڈنا ہے نہ کہ دشمن کو دبائے رکھنا، جب تم اپنی ذمہ داری سنبھال لوگے تو دشمن یونہی دبا کا دبا رہ جائے گا۔

طلبہ کو بالخصوص کسی سے دشمنی نہیں رکھنا چاہئے

اور دشمنی کرنے سے بچتے رہو، دشمنی ذلیل کر دیتی ہے اور (بہت سا) وقت برباد کر دیتی ہے اور برداشت کر لینا ضروری ہے خاص کر بے وقوف لوگوں (کے شر اور برائی) کو حضرت عیسیٰ بن مریم صلوٰت اللہ وسلامہ علیٰ نبینا وعلیہ نے فرمایا کہ بے وقوف کے ایک (شر) کو برداشت کر لو اور دس کا نفع پاؤ۔

اور مجھے کسی نے کسی شاعر کے یہ شعر سنائے۔

بَلَوْتُ النَّاسَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ
فَلَمْ اَرَ غَيْرَ خَتَّالٍ وَّقَالِي
وَلَمْ اَرَ فِي الْخُطُوْبِ اَشَدَّ وَقْعًا
وَاَصْعَبَ مِنْ مُعَادَاةِ الرِّجَالِ
وَذُقْتُ مَرَارَةَ الْاَشْيَاءِ طُرًّا
فَمَا شَيْءٌ اَمَرُّ مِنَ السُّؤَالِ

ترجمہ: میں نے نسل در نسل لوگوں کو آزمایا، لیکن میں نے سب کو دھوکہ باز دشمن دیکھا۔

اور حالات میں زیادہ سخت اور زیادہ مشکل لوگوں کی دشمنی سے زیادہ سخت اور زیادہ مشکل کوئی حالات نہیں دیکھے

اور میں نے ساری چیزوں کے مزے چکھے دیگر، سوال (مانگنے) سے زیادہ کڑوا مزہ کسی چیز کا نہیں ہے

بدگمانی سے بھی بچنا ضروری ہے

اور مؤمنین سے بدگمانی کرنے سے بچنا چاہیے کیونکہ دشمنی کی جڑ بدگمانی ہے اور بدگمانی کرنا جائز بھی نہیں ہے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ظُنُّوْا بِالْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا (یعنی ایمان والوں کے ساتھ اچھا گمان رکھو) کی وجہ سے۔

بدگمانی کی اصل وجہ نیت کی خباثت اور بدکرداری ہے

اور بدگمانی کی اصل وجہ نیت کی خباثت (بری سوچ) اور بدکرداری ہے۔ جیسا کہ شاعر ابوالطیب کہتا ہے۔

اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَ ظُنُوْنُهٗ
وَصَدَّقَ مَا یَعْتَادُهٗ مِنْ تَوَهُّمِ
وَعَادٰی مُحِبِّیْهِ بِقَوْلِ عِدَاتِهٖ
وَاَصْبَحَ فِیْ لَیْلٍ مِنَ الشَّكِّ مُظْلِمِ

ترجمہ: جب آدمی کے کام برے ہوتے ہیں تو اس کی سوچ بری ہوتی ہے
اور وہ جس وہم کی عادت میں مبتلا ہے اس وہم کو سچ مان لیتا ہے۔
وہ خود اپنے دوستوں سے اپنی دشمنی بھری باتوں سے دشمنی کرتا ہے
اور وہ شک کی اندھیری رات میں گذر بسر کر رہا ہے۔

اور ایک شاعر کے شعر مجھے سنائے گئے۔

تَنَحَّ عَنِ الْقَبِيْحِ وَلَا تَرِدْهُ
وَمَنْ اَوْلَيْتَهٗ حَسَنًا فَزِدْهُ
سَتُكْفٰى مِنْ عَدُوِّكَ كُلَّ كَيْدٍ
اِذَا كَادَ الْعَدُوُّ فَلَا تَكِدْهُ

ترجمہ: برے آدمی سے دور رہو، اس کے پاس نہ جاؤ، اور جس پر تم احسان کرو تو اس پر اور زیادہ احسان کرو۔

تم اپنے دشمنوں کی سبھی چالوں پر قابو پا لوگے، تم تو اتنا کرو کہ جب دشمن چال چلے تو تم چال نہ چلو۔

شیخ عمیدُ ابُو الفتح بُستی رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ شعر مجھے سنائے گئے

ذُو الْعَقْلِ لَا يَسْلَمُ مِنْ جَاهِلٍ
يَسُوْمُهٗ ظُلْمًا وَاِعْنَاتًا
فَلْيَخْتَرِ السِّلْمَ عَلٰى حَرْبِهٖ
وَلْيَلْزَمِ الْاِنْصَاتَ اِنْ صَاتَا

ترجمہ: عقلمند آدمی کسی جاہل (بے وقوف) سے سلامت نہیں رہ سکتا، وہ (بے وقوف) ضرور عقلمند کو ظلم اور رکاوٹ کا مزہ چکھائے گا۔

اس کی لڑائی کے مقابلہ میں مصالحت (سمجھوتہ) کر لینا چاہیے اور اگر وہ بولے تو چپ رہنے کو ضروری سمجھ لینا چاہیے۔

دسویں فصل

استفادہ (دوسروں سے سیکھنے) کے بیان میں۔

طلبہ کو ہر وقت دوسروں سے سیکھتے رہنا چاہئے

طلبہ کو دوسروں سے سیکھتے رہنا چاہئے جس کی برکت سے علم بڑھے گا۔

سیکھنے کی غرض سے ہر وقت قلم کاپی ساتھ رکھنا چاہئے

دوسروں سے سیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وقت قلم کاپی (ڈائری) پاس رہے اور جو بھی نفع کی بات سنے (فوراً) اسے لکھ لے، کہاوت ہے کہ مَنْ حَفِظَ فَرَّ وَمَنْ کَتَبَ شَیْئًا قَرَّ یعنی جس نے (صرف) یاد کر لیا (لکھا نہیں)، تو وہ بھاگ جائے گا (بھول جائے گا) اور جس نے کچھ لکھ لیا وہ جم جائے گا اور کہا جاتا ہے کہ علم وہ ہے جو ماہر لوگوں سے سنا جائے۔ اس لئے کہ وہ جو سنتے ہیں یاد کر لیتے ہیں اور جو انھوں نے یاد کر لیا ہے اچھے ڈھنگ سے بتاتے (سکھاتے) ہیں۔

لکھائی کے بارے میں حضور علیہ الصَّلوٰۃ وَالسَّلام کی تاکید

شیخ امام اَدِیْبُ استاذ حضرت زَیْنُ الْاِسْلَام جو ادیبِ مُختَار کے نام سے مشہور ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت ہلال بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کے سامنے علم و حکمت کی باتیں پیش فرما رہے ہیں تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپؐ نے جو ارشاد فرمایا اسے دوبارہ ارشاد فرمایئے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے پاس

قلم کاغذ ہے ؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس قلم کاغذ نہیں ہے ۔ تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا اے ہلال! قلم کاغذ ساتھ رکھا کرو کیونکہ حدیثیں قیامت تک لکھائی اور لکھائی والوں میں (محفوظ) رہیں گی ۔

قطرہ قطرہ دریا

صدرِ شہید حُسام الدین ؒ نے اپنے بیٹے شمس الدینؒ کو وصیت فرمائی کہ روزانہ علم و حکمت کی تھوڑی باتیں یاد کرلیا کرو، کچھ مدت میں وہ بہت ساری ہوجائیں گی ۔

حضرت عِصامؒ بن یوسفؒ نے ایک قلم ایک دینار (سونے کا سکہ اشرفی) دیکر خریدا تاکہ جو سنیں اسے فوراً لکھ لیویں لہذا وقت بلکہ ایک گھڑی بھی بیکار نہ جائے اور راتوں کو اور تنہائی کے وقتوں کو سنبھال لینا چاہیے

حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رات لمبی ہے اسے نیند سے چھوٹی (مختصر) نہ کیا کرو اور دن روشن ہے اسے گناہوں سے کالا نہ کیا کرو ۔

پرانے باصلاحیت علماء کو غنیمت سمجھو

شیوخ (بڑے بڑے باصلاحیت بوڑھے علماء) کو غنیمت سمجھو اور ان سے فیض اٹھاؤ اور یہ (تو ظاہر ہے) کہ ہر چھوٹنے والے (عالم) کو پھر حاصل نہیں کرسکتے ہیں ۔

ہمارے استاذ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کتنے بڑے بڑے علماء کو میں نے پایا (لیکن افسوس کہ) ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکا اور میں اس چھوٹنے پر اپنے یہ شعر پڑھا کرتا ہوں ۔

لَهفِيْ عَلٰى فَوْتِ التَّلاقِيْ لَهفَا
مَا كُلُّ مَا فَاتَ وَيَفْنِيْ يُلْفٰى

قَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ
اِذَا کُنْتَ فِی اَمْرٍ فَکُنْ فِیْہِ

ترجمہ : (اکابرِ علماء کی، ملاقات چھوٹنے پر مجھے افسوس ہے اور کتنا زیادہ افسوس ہے؟ (اور حقیقت یہ ہے کہ) جو چیزیں چھوٹ کر فنا ہو جاتی ہیں اسے پایا بھی نہیں جا سکتا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب تو کسی کام میں لگ جائے تو اسی کا بن جا۔

اور رُسوائی (ناکامی) اور نقصان کے اعتبار سے یہ بہت بُری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم سے منہ موڑا جائے۔ اس سے تو رات دن اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

علم کے خاطر مشکلات سے مقابلہ کرنا اور ذلیل ہونا اور چاپلوسی کرنا۔

طلبہ کے لئے علم کے خاطر مشکلات کا مقابلہ کرنا، اور استاذ ساتھیوں اور ان کے علاوہ کے سامنے چاپلوسی کرنا ضروری ہے۔

کہاوت ہے کہ علم عزت ہی عزت ہے جس میں ذلت کا نام ہی نہیں لیکن علم حاصل کرنے میں ذلت ہی ذلت ہے کہ عزت کا نام و نشان بھی نہیں۔

شاعر کہتا ہے

اَرٰی لَکَ نَفْسًا تَشْتَھِیْ اَنْ تُعِزَّھَا
فَلَسْتَ تَنَالُ الْعِزَّ حَتّٰی تُذِلَّھَا

میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے نفس کو عزت دینا دلانا چاہتا ہے، (لیکن بات یہ ہے کہ) تو اپنے آپ کو ذلیل کئے بغیر عزت نہیں پا سکتا ہے۔

گیارہویں فصل

پڑھنے کے زمانہ میں پرہیزگاری کے بیان میں

کچھ لوگوں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مَنْ لَمْ يَتَوَرَّعْ فِي تَعَلُّمِهٖ اِبْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ اِمَّا اَنْ يُّمِيْتَهٗ فِيْ شَبَابِهٖ اَوْ يُوْقِعَهٗ فِي الرَّسَاتِيْقِ اَوْ يَبْتَلِيَهٗ بِخِدْمَةِ السُّلْطَانِ۔ یعنی جو اپنے پڑھنے کے دوران پرہیزگاری نہیں اپناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو تین چیزوں (آفتوں) میں سے ایک میں مبتلا فرماتا ہے۔

(۱) یا تو اسے جوانی ہی میں موت دیدیتا ہے۔

(۲) یا اسے دیہاتوں (جہاں وہ نفع رسانی نہ کر سکے، ایسے میدانوں) میں پھینک دیتا ہے۔

(۳) یا بادشاہ (امیروں مالداروں) کی خدمت میں لگا دیتا ہے۔

طلبہ جتنے پرہیزگار ہوں گے ان کا فیض (نفع) بھی اتنا زیادہ (عام) ہوگا

کمالِ پرہیزگاری کیا ہے؟

کمالِ پرہیزگاری تو یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھانے زیادہ سونے اور بیکار باتیں زیادہ بنانے تک سے بچتے رہیں اور جبتک ہو سکے بازاری کھانوں سے بھی بچیں کیونکہ بازار کے کھانوں میں ناپاکی اور خیانت کا خطرہ زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے دھیان سے دوری اور غفلت پیدا کرنے کا زیادہ اثر اس میں ہوتا ہے اور

چونکہ غریب غربار کی نظریں ان پر پڑتی ہیں اور وہ اسے خرید نہیں سکتے تو انہیں دکھ ہوتا ہے جس کی نحوست سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

اکابر علمار بازاری کھانوں سے پڑھنے کے زمانہ میں بھی پرہیز کرتے تھے۔

شیخ امام جلیل محمد بن فضل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے پڑھنے کے زمانہ میں بازاری کھانا نہیں کھاتے تھے، ان کے ابا جان گاؤں (دیہات) میں رہتے تھے ان کے لئے کھانا لاتے تھے اور جمعہ کے دن پہونچاتے تھے، ایک دن ابا نے ان کے گھر میں بازار کی روٹی دیکھی تو ناراض ہو کر ان سے بات تک نہیں کی تو ابا سے معافی مانگی اور فرمایا کہ یہ روٹی میں نے خریدی بھی نہیں اور میں اس پر خوش بھی نہیں ہوں، یہ روٹی تو میرا ساتھی لایا تھا تو ابا نے فرمایا کہ اگر تم ہوشیاری سے کام لیتے اور ایسی چیزوں سے پرہیز کرتے تو وہ تمہارا ساتھی اتنی ہمت نہ کرتا ہمارے اکابر ایسے پرہیزگار تھے، اسی کی برکت تھی کہ وہ علم اور اپنی خدمت میں جم سکے اور ان کا نام قیامت تک روشن ہوگیا۔

طلبہ کو غیبت اور بلا ضرورت زیادہ بولنے والوں سے دور رہنا چاہیے

اور زاہد فقہار میں سے ایک فقیہ نے ایک طالب علم کو وصیت فرمائی انھوں نے اس سے فرمایا کہ غیبت اور زیادہ بولنے والوں کی صحبت سے بچنا چاہئے اور یوں فرمایا کہ جو آدمی زیادہ بولتا ہے وہ تیری عمر چرا رہا ہے اور تیرے وقت کو برباد کر رہا ہے۔

طلبہ کو فسادیوں، پاپیوں اور بیکاروں سے بچنا ضروری ہے

اور پرہیزگاری یہ بھی ہے کہ فسادیوں، گناہ کے کام کرنے والوں اور بیکاروں سے

بچنا چاہیے اور نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہیے کیونکہ صحبت کا یقیناً بہت اثر ہوتا ہے اور قبلہ رخ بیٹھنا چاہیے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی پابندی کرنا چاہیئے اور نیک لوگوں کی دعائیں لینی چاہیئے اور مظلوموں کی بد دعا سے بچنا چاہیئے۔

قبلہ رخ بیٹھنے پر صلاحیت (استعداد) پیدا ہونے کا ایک واقعہ

نقل کیا گیا ہے کہ دو آدمی علم حاصل کرنے کی غرض سے سفر میں نکلے اور دونوں علمی ساتھی تھے چند سال کے بعد اپنے وطن واپس لوٹے ان میں سے ایک فقیہ بن گیا اور دوسرا ساتھی فقیہ نہ بن سکا، اس شہر کے فقہاء (علماء) نے غور کیا اور دونوں کے بارے میں تحقیق کی، ان کے تکرار اور بیٹھنے کے طریقے کو معلوم کیا، انہیں پتہ چلا کہ جو فقیہ بن گیا وہ تکرار کے وقت قبلہ کی طرف اور اس شہر کی طرف منہ کرتا تھا جہاں سے علم حاصل کیا اور دوسرا قبلہ کی طرف منہ نہیں کرتا تھا اور اس شہر کے سوا دوسرے شہر کی طرف (جس میں علم حاصل نہیں کیا)، تو اس شہر کے علماء فقہاء کی اس بات پر رائے ہوگئی کہ قبلہ کی طرف منہ کرکے (جو مجبوری نہ ہو تو سنت بھی ہے) بیٹھنے کی برکت سے فقیہ بن گیا، اور مسلمانوں کی دعاء کی برکت سے۔ اس لئے کہ کوئی شہر عبادت گزاروں اور نیک لوگوں سے خالی نہیں ہوتا تو ظاہر ہے کہ کسی عبادت گزار نے اسکے لئے رات میں دعاء کردی ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ طلبہ کو ادب اور سنتوں کی ان دیکھی نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ جو آداب کی ان دیکھی کرتا ہے وہ سنتوں سے محروم کردیا جاتا ہے اور جو سنتوں کی ان دیکھی کرتا ہے وہ فرضوں سے محروم کردیا جاتا ہے اور جو فرضوں کی ان دیکھی

کرتا ہے وہ آخرت سے محروم کردیا جاتا ہے۔

نمازوں کی کثرت طلبہ کیلئے ضروری ہے

اور طلبہ کو زیادہ سے زیادہ نمازیں پڑھنی چاہیے، اور نماز بھی خشوع والی ہو اسلئے کہ اس سے علم حاصل کرنے اور پڑھنے میں مدد ملتی ہے۔

شیخ جلیل زاہد حجاج نجم الدین عمر بن محمد نسفیؒ کے یہ شعر مجھے سنائے گئے۔

كُنْ لِلْأَوَامِرِ وَالنَّوَاهِيْ حَافِظًا
وَعَلَى الصَّلٰوةِ مُوَاظِبًا وَمُحَافِظًا
وَاطْلُبْ عُلُوْمَ الشَّرْعِ وَاجْتَهِدْ وَاسْتَعِنْ
بِالطَّيِّبَاتِ تَصِرْ فَقِيْهًا حَافِظًا
وَاسْأَلِ الْهَكَ حِفْظَ حِفْظِكَ رَاغِبًا
فِيْ فَضْلِهِ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا

ترجمہ: اللہ کے احکام اور اس کے ممنوعات کا لحاظ رکھا کرو، اور پابندی کے ساتھ نمازوں کا بھی خیال رکھا کرو۔

شریعت کے علم حاصل کرو اور اس کے لئے محنت کرتے رہو اور پاکیزہ (حلال چیزوں) سے مدد لیا کرو تو سچے پکے فقیہ (عالم) بن جاؤ گے۔

اور اپنے یاد کئے ہوئے علوم کی حفاظت کے بارے میں اپنے خدا سے اس کے فضل کی رغبت کے ساتھ دعا مانگا کرو، پس اللہ تعالی ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے۔

اور آپ (حضرت نجم الدین نسفیؒ) نے یہ شعر بھی ارشاد فرمائے۔

اَطِيْعُوْا وَجِدُّوْا وَلَا تَكْسَلُوْا
وَاَنْتُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ

وَلَا تَهْجَعُوا فَخِيَارُ الْوَرىٰ
قَلِيلًا مِنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونِ

کہنا مانا کرو، کوشش کرتے رہو، اور سستی نہ کیا کرو۔ اور تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اور سویا نہ کرو، پس اچھے لوگ راتوں کو کم ہی سویا کرتے ہیں۔

اور طلبہ کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی کتاب، کاپی ہر وقت ساتھ رکھیں تاکہ مطالعہ کر سکیں۔ اور کہاوت ہے کہ "مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ دَفْتَرًا فِي كُمِّهٖ لَمْ تَثْبُتِ الْحِكْمَةُ فِي قَلْبِهٖ" یعنی جسکی کتاب کاپی اس کی آستین میں (جیب میں یعنی پاس) نہ رہتی ہو تو علم وحکمت اس کے دل میں نہیں جم سکتے ہیں اور کوری کاپی (سادہ کاغذ) پاس رکھنا ضروری ہے تاکہ لوگوں سے سنی ہوئی باتیں لکھ سکیں اور روشنائی (سیاہی قلم) بھی پاس رہنا چاہئے تاکہ سنکر فوراً لکھ سکیں۔ اور حضرت ہلال بن یسار کی حدیث ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں (صفحہ ۶۹ پر)

صفحہ ۷۸ کا بقیہ

(۱۴) ـــــ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِهٖ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُودِ الْفَزَارِيِّ أَنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَغْدُوْ إِلَى الْمَسْجِدِ لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهٗ أَوْ يُعَلِّمُهٗ إِلَّا كُتِبَ لَهٗ أَجْرُ مُجَاهِدٍ لَا يَنْقَلِبُ إِلَّا غَانِمًا۔

(۱۵) ـــــ وَأَخْرَجَ أَيْضًا عَنِ ابْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَنْ رَأَى الْغُدُوَّ وَالرَّوَاحَ إِلَى الْعِلْمِ لَيْسَ بِجِهَادٍ فَقَدْ نَقَصَ عَقْلُهٗ وَرَأْيُهٗ۔ بقیہ صفحہ ۷۸ پر

بارھویں فصل

حافظہ (یادداشت) بڑھانے والی چیزوں کے بیان میں

یادداشت بڑھانے کے سب سے مضبوط اسباب تو محنت، پابندی، اور غذار (خوراک) کو گھٹانا ہے۔

اور تہجد کی نماز اور قرآنِ پاک کی تلاوت بھی یادداشت بڑھانے کے اسباب میں سے ہے بلکہ یوں کہا گیا ہے کہ اندر دیکھکر قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ یادداشت بڑھانے والی کوئی چیز نہیں ہے اور یوں بھی قرآنِ شریف اندر دیکھکر پڑھنا افضل ہے۔

سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل

اور حضرت شدّادؒ بن حکیمؒ نے ایک دوست کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل کونسا ہے؟ تو انھوں نے بتایا کہ قرآن شریف کو اندر دیکھکر پڑھنا۔

کتاب ہاتھ میں لیتے وقت یہ دعا (تسبیح) پڑھیں

بِسْمِ اللّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ عَدَدَ کُلِّ حَرْفٍ کُتِبَ وَیُکْتَبُ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ وَدَھْرَ الدَّاھِرِیْنَ۔

ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا (تسبیح) پڑھیں

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الْحَقِّ

وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَكَفَرْتُ بِمَا سِوَاهُ۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا چاہیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔

شعر کہے گئے ہیں کہ

شَكَوْتُ إِلَى وَكِيعٍ سُوءَ حِفْظِي
فَأَرْشَدَنِي إِلَى تَرْكِ الْمَعَاصِي
فَإِنَّ الْحِفْظَ فَضْلٌ مِنْ إِلٰهِي
وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا يُهْدَى لِعَاصِي

ترجمہ: میں نے حضرت وکیعؒ سے یادداشت کی کمزوری کی شکایت کی تو مجھے گناہ چھوڑنے کو فرمایا۔

کیونکہ یادداشت تو اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمت نافرمان (گنہگار) کو نصیب نہیں ہوتی ہے۔

حافظہ (یادداشت) بڑھانے والی کچھ چیزیں

اور مسواک کرنا، شہد پینا شکر اور کندر ملا کر کھانا اور اکیس ۲۱ لال کشمش (سوکھے انگور) روزانہ نہار منہ (صبح کچھ کھانے سے پہلے) کھانا بھی یادداشت کو بڑھاتا ہے اور بہت سی بیماریوں کی بھی شفاء ہے، اور بلغم اور کف کم کرنے والی چیزوں کا کھانا بھی یادداشت کو بڑھاتا ہے۔

یادداشت کمزور کرنیوالی چیزیں

جو چیزیں یادداشت گھٹاتی (کمزور کرتی) ہیں ان میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانیاں، گناہ اور دنیا کے غم اور فکروں کا بڑھ جانا اور کاموں کا اور تعلقات کا زیادہ ہو جانا ہے، اور ہر ایسی چیز جو بلغم پیدا کرتی ہے وہ

یادداشت گھٹا دیتی ہے اور ہم پہلے بھی بیان کر چکے کہ سمجھدار آدمی کو دنیا کی فکروں میں نہیں پڑنا چاہیے کہ اس سے نقصان تو ہوتا ہے نفع بالکل نہیں ہوتا، اور رہی آخرت کی فکریں تو وہ دل میں ضرور نور پیدا کرتی ہیں اور اس کا اثر نمازوں میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور دنیا کی فکریں تو خیر کے کاموں تک سے روک دیتی ہیں اور آخرت کی فکریں خیر کے کاموں میں لگا دیتی ہیں، اور خشوع کے ساتھ نمازوں کا پڑھنا اور علم حاصل کرنا دونوں ہی غم فکر کو دور کر دیتے ہیں جیسا کہ شیخ امام حضرت نصر بن حسن مَرْغِینَانِیْ اپنے قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں

اِعْتَنِ نَصْرَ بْنَ حَسَنْ ... بِکُلِّ عِلْمٍ یُخْتَزَنْ

ذَاکَ الَّذِیْ یَنْفِی الْحَزَنْ ... وَغَیْرُہٗ لَایُؤْتَمَنْ

ترجمہ: اے نصر بن حسن ذخیرہ کے لائق علم کی طرف دھیان لگا۔
علم ہی تو ایسا ہے کہ جو غموں کو دور کر دیتا ہے اور علم کو چھوڑ کر دوسری چیزیں تو بھروسہ کے لائق بھی نہیں۔

اور شیخ امام اجل حضرت نَجْمُ الدِّین عمر بن محمد نَسَفِیْ نے اپنی ایک اُمِّ وَلَدْ (باندی) کے بارے میں فرمایا۔

سَلَامٌ عَلٰی مَنْ یَمَّتْنِیْ بِطَرْفِھَا
وَلَمْعَۃِ خَدَّیْھَا وَلَمْحَۃِ طَرْفِھَا
سَبَتْنِیْ وَاَصْبَتْنِیْ فَتَاۃٌ مَلِیْحَۃٌ
تَحَیَّرَتِ الْاَوْھَامُ فِیْ کُنْہِ وَصْفِھَا
فَقُلْتُ ذَرِیْنِیْ وَاعْذِرِیْنِیْ فَاِنَّنِیْ
شُغِفْتُ بِتَحْصِیْلِ الْعُلُوْمِ وَکَشْفِھَا
وَلِیْ فِیْ طِلَابِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ وَالتُّقٰی

غِنًى عَنْ غِنَاءِ الْغَانِيَاتِ وَعَرْفِهَا

ترجمہ: سلام ہو اس (باندی) پر جس نے مجھے اپنی نظروں اور گالوں کی چمک اور آنکھوں کی کشش (کھنچاؤ) سے مست کرنے کی کوشش کی۔

مجھے قید کرنا اور عاشق بنانا چاہا ایسی خوبصورت جوان لڑکی نے کہ جسکے حسن کے گیت گانے سے وہم بھی حیرت زدہ ہے۔

(مگر) میں نے تو اسکو کہدیا کہ مجھے چھوڑ (جانے دے) اور معاف کر کیونکہ میں تو علوم سے حاصل کرنے اور اس کے پردوں کے کھولنے میں مست ہوں۔

میرے لئے تو علم فضل اور تقویٰ کی تلاش بہت ہے۔ (مجھے) گانے والیوں کے گانے کی اور ان کی خوشبوؤں کی ضرورت نہیں ہے۔

یادداشت کمزور کرنے والی کچھ اور چیزیں

علم بھلانے والی چیزوں میں سے تازہ دھنیا (کے پودوں) کا کھانا اور کھٹے سیب کا کھانا اور پھانسی کے پھندے پر لٹکے ہوئے کو دیکھنا اور قبروں کی تختیاں پڑھنا، اور اونٹوں کی قطار کے بیچ میں چلنا، اور زندہ کھٹمل کو زمین پر ڈالدینا، اور ریڑھ کی ہڈی میں سینگی لگوانا (خون نکلوانا) یہ سب چیزیں یادداشت کو کمزور کرتی ہیں۔

صفحہ ۵۴ کا بقیہ

(۱۶) ـــــ وَأَخْرَجَ ابْنُ زَنْجُوْيَهْ عَنْ عَلِيِّ الْأَزْدِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْجِهَادِ؟ تَجِيْئُ مَسْجِدًا فَتَعَلِّمُ فِيْهِ الْقُرْآنَ وَالْفِقْهَ فِي الدِّيْنِ ـ أَوْ قَالَ: السُّنَّةَ. بقیہ صفحہ ۸۹ پر

تیرھویں فصل

روزی میں برکت اور بے برکتی پیدا کرنے والی چیزوں اور عمر کو بڑھانے گھٹانے والی چیزوں کے بیان میں

پھر طلبہ کے لئے روزی حاصل کرنا، اور ان اسباب کا جاننا ضروری ہے جن سے روزی میں زیادتی (برکت) ہوتی ہے اور ان اسباب کو بھی جن سے عمر اور تندرستی میں زیادتی اور برکت پیدا ہوتی ہے تاکہ اپنی علمی غرض کے لئے محنت کرنے کی فرصت نصیب ہو، اور ان اسباب میں سے ہر ایک سبب کے بارے میں علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں سے کچھ باتیں میں نے مختصر طور پر لکھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں ٹال سکتی ہے، اور نیکی (صدقہ) کے علاوہ کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھا سکتی ہے، پس بے شک آدمی گناہ کی وجہ سے روزی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہ کے کام کرنا روزی سے محرومی کا سبب ہے خاص کر جھوٹ کہ وہ غربت لاتا ہے اور اس بارے میں مستقل حدیث بھی آئی ہے، اور اسی طرح صبح کے وقت سونا روزی کی رکاوٹ ہے۔

اور بہت زیادہ سونا غربت اور علم سے محرومی پیدا کرتا ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے۔ سُرُوْرُ النَّاسِ فِیْ لُبْسِ اللِّبَاسِ

وَجَمْعُ الْعِلْمِ فِیْ تَرْكِ النُّعَاسِ

ترجمہ : لوگوں کی خوشی (اچھے اچھے) کپڑے پہننے میں ہے اور علم کے ذخیرے نیند چھوڑنے میں ہیں۔

اور ایک شاعر کہتا ہے۔

اَلَیْسَ مِنَ الْخُسْرَانِ اَنَّ لَیَالِیًا
تَمُرُّ بِلَا نَفْعٍ وَتُحْسَبُ مِنْ عُمْرٖ

ترجمہ : کیا یہ سراسر نقصان نہیں ہے کہ بہت سی راتیں بغیر کسی نفع کے گذر رہی ہیں پھر بھی تم ان راتوں کو اپنی عمر (کی راتیں) گن رہے ہو۔

اور ایک شاعر کہتا ہے

قُمِ اللَّیْلَ یَا ھٰذَا لَعَلَّکَ تَرْشُدُ
اِلٰی کَمْ تَنَامُ اللَّیْلَ وَالْعُمْرُ یَنْفَدُ

ترجمہ : راتوں کو جاگا کرو یقیناً بھلائی پالوگے، راتوں میں کتنا سوتے رہوگے حالانکہ زندگی تو ختم ہوتی جارہی ہے۔

بے برکتی لانے والے اسباب ننگے بدن سونا، ننگے ہوکر پیشاب کرنا جنابت (بے غسل ہونے کی حالت) میں کھانا، اور لیٹے لیٹے کھانا، اور دستر خوان پر گری پڑی ہوئی چیزوں کو نہ کھانا، پیاز، لہسن کے چھلکے جلادینا، رومال یا (کسی اچھے قیمتی کپڑے) سے گھر صاف کرنا (جھاڑنا)، رات میں جھاڑو لگانا، گھر میں کچڑا چھوڑے رکھنا، بزرگوں سے آگے آگے (بے ادب بن کر) چلنا، اور ماں، باپ (اور بڑوں) کو نام لیکر پکارنا، ہر گری پڑی لکڑی (سلائی) سے (دانتوں کا) خلال کرنا، مٹی سے ہاتھ دھونا، چوکھٹ پر بیٹھے رہنا، دروازے کے کسی پٹ سے ٹیک لگاکر بیٹھنا، بیت الخلاء اور غسل خانہ میں وضوء

کرنا، پہنے ہوئے کپڑے کو (پہنے پہنے بغیر اتارے ہوئے) سینا، پہنے ہوئے کپڑوں سے منہ پوچھنا، اور گھر میں سے مکڑی کے جالے صاف نہ کرنا، نمازوں میں سستی کرنا اور فجر کے بعد مسجد سے باہر نکلنے میں جلدی کرنا، صبح سویرے (بغیر کسی سخت ضرورت کے) بازار جانا، اور بازار سے واپسی میں (بلاوجہ) دیر کرنا، فقیروں سے (مانگی ہوئی) روٹیاں خریدنا، اولاد کے حق میں بددعا کرنا، برتن کھلے رکھنا، سانس سے پھونک چراغ بجھانا یہ سب کی سب باتیں غریبی لانے والی ہیں اور حدیثوں سے معلوم کی گئی ہیں۔

ٹوٹے (جوڑے باندھے ہوئے) قلم سے لکھنا، ٹوٹے ہوئے کنگھے سے کنگھا کرنا، ماں باپ کے حق میں بھلائی کی دعا نہ کرنا، بیٹھکر پگڑی باندھنا کھڑے کھڑے پاجامہ پہننا، اور کنجوسی کرنا، کمی کرنا، اور فضول خرچی کرنا سستی اور کاہلی کرنا، اور کاموں کی اہمیت نہ سمجھنا۔

روزی کی برکت کے کچھ اور اسباب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقات کے ذریعہ روزی اتارا کرو، اوّل اوّل (پہلے پہل اور صبح سویرے کے کام) میں برکت ہے، اور یہ خصلت تمام نعمتوں میں برکت پیدا کرتی ہے خاص کر روزی میں، اور عمدہ لکھائی روزی کی چابی ہے، اور ہنس مکھ رہنا اور اچھی (خوش مزاجی کی) باتیں کرنا یادداشت اور روزی دونوں کو بڑھاتا ہے اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

کَنْسُ الْفِنَاءِ وَغَسْلُ الْاِنَاءِ مُجْلِبَةٌ الْغِنَاءِ

یعنی صحن (گھر کے اوٹے وغیرہ) کی صفائی اور برتنوں کا مانجھنا روزی کو کھینچ لاتا ہے۔

روزی کھینچ لانے والے

روزی کو کھینچ لانے والے اسباب میں سب سے مفید اسباب

اسباب میں سب سے مفید (اسباب)، نمازوں کو عظمت اور خشوع سے تعدیلِ ارکان اور سارے واجبات، سنتوں اور آداب کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ اور چاشت کی نماز تو اس بارے مشہور عمل ہے۔ اور سورۂ واقعہ کا پڑھنا خاص کر رات کو سوتے وقت، اور سورۂ ملک اور سورۂ مزمل اور سورۂ واللیل اذا یغشیٰ اور سورۂ الم نشرح کی تلاوت کرنا، اور اذان سے پہلے مسجد میں جانا اور ہمیشہ پاک (باوضو) رہنا اور فجر کی سنتیں اور وتر گھر میں ادا کرنا، اور وتر (اور عشاء) کے بعد دنیوی باتیں نہ کرنا، بلا ضرورت عورتوں کے پاس زیادہ نہ بیٹھنا، جن سے دینی و دنیوی نفع نہ ہو ایسی بے کار باتوں سے بچنا۔ اور کہاوت ہے کہ جو بیکار میں لگتا ہے تو اس سے کام کی باتیں چھوٹ جاتی ہیں، بزرجمہر (جو فارس کا حکیم اور نوشیروان کا وزیر تھا وہ) کہتا ہے کہ جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ زیادہ باتیں بناتا ہے تو اس کے پاگل ہونے کا یقین کرلو، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جب (آدمی کی) عقل پوری ہوجاتی ہے تو (اس کی) باتیں کم ہوجاتی ہیں، کتاب لکھنے والے نے فرمایا کہ مجھے اس معنی کا ایک شعر ملا ہے۔

إِذَا تَمَّ عَقْلُ الْمَرْءِ قَلَّ كَلَامُهُ
وَأَيْقِنْ بِحُمْقِ الْمَرْءِ إِنْ كَانَ مُكْثِرًا

ترجمہ: یعنی جب آدمی کی عقل پوری ہوجاتی ہے تو اس کی باتیں کم ہوجاتی ہیں، اور اگر کوئی آدمی زیادہ باتیں بناتا ہو تو اس کی بے وقوفی کا یقین کرلو۔

ایک اور شاعر کہتا ہے۔

اَلنُّطْقُ زَيْنٌ وَالسُّكُوْتُ سَلَامَةٌ
فَاِذَا نَطَقْتَ فَلَا تَكُنْ مِكْثَارًا
مَا اِنْ نَدِمْتُ عَلٰى سُكُوْتِيْ مَرَّةً
وَلَقَدْ نَدِمْتُ عَلَى الْكَلَامِ مِرَارًا

ترجمہ: بولنا زینت (بخش) ہے اور چپ رہنے میں سلامتی ہے مگر تم بولو تو زیادہ نہ بولا کرو۔

(کیونکہ) اگر میں چپ رہنے پر ایک مرتبہ پچھتایا ہوں تو بولنے پر مجھے بار بار پچھتانا پڑا ہے۔

روزی بڑھانے والے وظیفے

روزی بڑھانے والے وظیفوں میں سے ایک یہ ہے کہ روزانہ صبح کو سو ۱۰۰ بار یہ پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

اور صبح شام روزانہ سو سو بار۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ.

اور روزانہ فجر اور مغرب کے بعد تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ بار۔

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ (۳) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

اور فجر کے بعد چالیس بار استغفار پڑھے اور زیادہ سے زیادہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں، اور جمعہ کے دن ستر بار پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ

بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

اور یہ ثنا (دعا) صبح شام پڑھیں۔

اَنْتَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

اَنْتَ اللّٰهُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ۔

اَنْتَ اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ۔

اَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

اَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ عَالِمُ السِّرِّ وَاَخْفٰى۔

اَنْتَ اللّٰهُ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ۔

اَنْتَ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْئٍ وَاِلَيْهِ يَعُوْدُ كُلُّ شَيْئٍ۔

اَنْتَ اللّٰهُ دَيَّانُ يَوْمِ الدِّيْنِ لَمْ تَزَلْ وَلَا تَزَالُ۔

اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔

اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

روزی بڑھانے والے اور اسباب

نیکی (بھلائی) کرنا تکلیف دینے والی چیز کو چھوڑ دینا، دور کر دینا، بزرگوں کی عزت کرنا، اور صلہ رحمی (رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کرنا) اور صبح شام روزانہ تین تین بار یہ دعا (تسبیح) پڑھیں۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلأَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھٰی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَاءِ وَزِنَۃَ الْعَرْشِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔

اور ضرورت کے بغیر ہری گھاس جھاڑ کاٹنے سے بچنا، وضو میں اعضاء کو پورا (کچھ زیادہ) دھونا۔ اور نمازوں کو عظمت کے ساتھ ادا کرنا۔ قِران یعنی حج اور عمرہ ایک احرام سے ادا کرنا۔ اور اپنی تندرستی کا خیال رکھنا۔ اور طلبہ کو کچھ طب (حکمت، ڈاکٹری) سیکھنا بھی ضروری ہے اور طبّ کے بارے میں جو حدیثیں آئی ہیں ان سے برکت حاصل کرنا چاہیے۔ جنکو شیخ امام ابو العباس مُستَغفِرِیْ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب (طبّ النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم) میں جمع فرمایا ہے جو تلاش کرے گا اسکو وہ کتاب مل جائے گی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی التَّمَامِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ الْکِرَامِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ الْاَئِمَّۃِ الْاَعْلَامِ عَلٰی مَمَرِّ الدُّھُوْرِ وَتَعَاقُبِ الْاَیَّامِ ۔ اٰمِیْن

علامہ شہاب الدین بن احمد قلیوبیؒ
نے فرمایا کہ سبق کے وقت یہ دعا پڑھیں

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ عِلْمًا اَفْقَہُ بِہٖ اَوَامِرَکَ وَنَوَاھِیَکَ وَارْزُقْنِیْ فَھْمًا اَعْلَمُ بِہٖ کَیْفَ اُنَاجِیْکَ۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ فَھْمَ النَّبِیِّیْنَ۔ وَحِفْظَ الْمُرْسَلِیْنَ۔ وَاِلْھَامَ الْمَلَائِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اَللّٰھُمَّ اَکْرِمْنِیْ بِنُوْرِ الْفَھْمِ۔ وَاَخْرِجْنِیْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْوَھْمِ۔ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔ وَانْشُرْ عَلَیَّ حُلَّتَکَ۔ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

صفحہ ۷۸ کا بقیہ

(۱۷) ——— وَأَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا أَنَّهُمَا قَالَا، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا جَاءَ الْمَوْتُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (مختصرًا)

(۱۸) ——— وَأَخْرَجَ اللَّالْكَائِيُّ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِالْأَنْبِيَاءِ أَعْلَمُهُمْ بِمَا جَاؤُا بِهٖ. ثُمَّ يَتْلُوْ هٰذِهِ الْآيَةَ (إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ) يَعْنِيْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ، فَلَا تَغْتَرُّوْا، فَإِنَّمَا وَلِيُّ مُحَمَّدٍ مَنْ أَطَاعَ اللّٰهَ، وَعَدُوُّ مُحَمَّدٍ مَنْ عَصَى اللّٰهَ وَإِنْ قَرُبَتْ قَرَابَتُهٗ.

(۱۹) ——— وَأَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ أَبْزَى الْخُزَاعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالِدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَثْنٰى عَلٰى طَوَائِفَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرًا ثُمَّ قَالَ: (مَا بَالُ أَقْوَامٍ لَا يُفَقِّهُوْنَ جِيْرَانَهُمْ وَلَا يُعَلِّمُوْنَهُمْ وَلَا يُفَطِّنُوْنَ وَلَا يَأْمُرُوْنَهُمْ وَلَا يَنْهَوْنَهُمْ؟ وَمَا بَالُ أَقْوَامٍ لَا يَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ جِيْرَانِهِمْ وَلَا يَتَفَقَّهُوْنَ وَلَا يَتَفَطَّنُوْنَ؟ وَاللّٰهِ لَيُعَلِّمَنَّ أَقْوَامٌ جِيْرَانَهُمْ وَيُفَطِّنُوْنَهُمْ وَيُفَقِّهُوْنَهُمْ وَيَأْمُرُوْنَهُمْ وَيَنْهَوْنَهُمْ، وَلَيَتَعَلَّمَنَّ قَوْمٌ مِنْ جِيْرَانِهِمْ وَيَتَفَطَّنُوْنَ وَيَتَفَقَّهُوْنَ أَوْ لَأُعَاجِلَنَّهُمْ بِالْعُقُوْبَةِ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا) ثُمَّ نَزَلَ فَدَخَلَ بَيْتَهٗ فَقَالَ قَوْمٌ: مَنْ تَرَوْنَ عَنٰى بِهٰؤُلَاءِ؟ فَقَالُوْا: نَرَاهُ عَنَى الْأَشْعَرِيِّيْنَ، هُمْ قَوْمٌ فُقَهَاءُ وَلَهُمْ جِيْرَانٌ جُفَاةٌ مِنْ أَهْلِ الْمِيَاهِ وَالْأَعْرَابِ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ ذَكَرْتَ قَوْمًا بِخَيْرٍ، وَذَكَرْتَنَا بِشَرٍّ فَمَا بَالُنَا؟ فَقَالَ: لَيُعَلِّمَنَّ قَوْمٌ جِيرَانَهُمْ وَلَيُفَقِّهُنَّهُمْ وَلَيُفَطِّنُنَّهُمْ وَلَيَأْمُرُنَّهُمْ وَلَيَنْهَوْنَّهُمْ، وَلَيَتَعَلَّمَنَّ قَوْمٌ مِنْ جِيرَانِهِمْ وَيَتَفَطَّنُونَ وَيَتَفَقَّهُونَ أَوْ لَأُعَاجِلَنَّهُمْ بِالْعُقُوبَةِ فِي دَارِ الدُّنْيَا، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَنُطَيِّرُ غَيْرَنَا؟ فَأَعَادَ قَوْلَهُ عَلَيْهِمْ وَأَعَادُوا قَوْلَهُمْ: أَنُطَيِّرُ غَيْرَنَا؟ فَقَالَ: ذٰلِكَ أَيْضًا، قَالُوا: فَأَمْهِلْنَا سَنَةً، فَأَمْهَلَهُمْ سَنَةً، لِيُفَقِّهُوهُمْ وَيُعَلِّمُوهُمْ وَيُفَطِّنُوهُمْ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ. كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾.

(٢٠) ــــ وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ أَخَوَانِ عَلَىٰ عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدُهُمَا يَحْتَرِفُ وَالْآخَرُ يَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَتَعَلَّمُ مِنْهُ فَشَكَى الْمُحْتَرِفُ أَخَاهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَعَلَّكَ بِهِ تُرْزَقُ.

(٢١) ــــ أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ الْمُرَادِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ مُتَّكِئٌ عَلَىٰ بُرْدٍ لَهُ أَحْمَرَ، فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ: إِنِّي جِئْتُ أَطْلُبُ الْعِلْمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِطَالِبِ الْعِلْمِ، إِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ تَحُفُّهُ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا ثُمَّ يَرْكَبُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّىٰ يَبْلُغُوا السَّمَاءَ الدُّنْيَا مِنْ مَحَبَّتِهِمْ لِمَا يَطْلُبُ.

(۲۲) ——— وأخرج الترمذي عن أبي هارون قال: كنا نأتي أبا سعيد رضي الله عنه فيقول: مرحبا بوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إن الناس لكم تبع وإن رجالا يأتونكم من أقطار الأرض يتفقهون في الدين وإذا أتوكم فاستوصوا بهم خيرا»، وعنده أيضا عنه عن أبي سعيد مرفوعا: «يأتيكم رجال من قبل المشرق يتعلمون فإذا جاؤكم فاستوصوا بهم خيرا»، قال: فكان أبو سعيد إذا رآنا قال: مرحبا بوصية رسول الله صلى الله عليه وسلم.

(۲۳) ——— وأخرج أحمد والطبراني في الكبير عن أم الدرداء قالت: كان أبو الدرداء رضي الله عنه لا يحدث حديثا إلا تبسم فيه فقلت له: إني أخشى أن يحمقك الناس، فقال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحدث بحديث إلا تبسم فيه.

(۲۴) ——— أخرج أبو يعلى عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قيل يا رسول الله أي جلسائنا خير؟ قال من ذكركم الله رؤيته، وزاد في علمكم منطقه، وذكركم بالآخرة عمله.

(۲۵) ——— روى البخاري وابن عساكر: عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: لو أعلم أحدا تبلغنيه الإبل هو أعلم بما نزل على محمد صلى الله عليه وسلم لقصدته حتى أزداد علما إلى علمي.

(۲۶) ——— وأخرج ابن سعد عن هلال بن يساف قال: قدمت البصرة فدخلت المسجد فإذا أنا بشيخ أبيض الرأس واللحية

مُسْتَنِدَةٍ إِلَى أُسْطُوَانَةٍ فِي حَلْقَةٍ يُحَدِّثُهُمْ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا؟ قَالُوا: عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

(٢٧) ـــ وَأَخْرَجَ أَبُوْ دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ: آيَةٌ مُحْكَمَةٌ، أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ، أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ، وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ».

(٢٨) ـــ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِ بَيَانِ الْعِلْمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بْنِ جَعْدَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكِتَابٍ فِي كَتِفٍ فَقَالَ: «كَفٰى بِقَوْمٍ حُمْقًا ـ أَوْ ضَلَالَةً ـ أَنْ يَرْغَبُوا عَمَّا جَاءَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِلٰى نَبِيٍّ غَيْرِ نَبِيِّهِمْ، أَوْ كِتَابٍ غَيْرِ كِتَابِهِمْ» فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ «أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ».

(٢٩) ـــ وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي جَامِعِ بَيَانِ الْعِلْمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَرَأٰى جَمْعًا مِنَ النَّاسِ عَلٰى رَجُلٍ فَقَالَ: «وَمَا هٰذَا؟» قَالُوا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ عَلَّامَةٌ، قَالَ: «وَمَا الْعَلَّامَةُ؟» قَالُوا: أَعْلَمُ النَّاسِ بِأَنْسَابِ الْعَرَبِ، وَأَعْلَمُ النَّاسِ بِعَرَبِيَّةٍ، وَأَعْلَمُ النَّاسِ بِشِعْرٍ وَأَعْلَمُ النَّاسِ بِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ الْعَرَبُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هٰذَا عِلْمٌ لَا يَنْفَعُ وَجَهْلٌ لَا يَضُرُّ».

(٣٠) ـــ وَأَخْرَجَ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ السَّعْدِيِّ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: قَالَ سَلْمَانُ لِحُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

يا أخا بني عبس إن العلم كثير والعمر قليل، فخذ من العلم ما تحتاج إليه في أمر دينك ودع ما سواه فلا تعانه.

(٣١) ——— وأخرج أيضا عن أبي البختري قال: صحب سلمان رجل من بني عبس قال: فشرب من دجلة شربة فقال له سلمان عد فاشرب، قال: قد رويت، قال: أترى شربتك هذه نقصت منها؟ قال: وما ينقص منها شربة شربتها! قال: كذلك العلم لا ينقص فخذ من العلم ما ينفعك.

(٣٢) ——— وأخرج الحاكم في المستدرك وأبو نعيم في الحلية عن عمر بن قيس قال: كان لابن الزبير رضي الله عنهما مائة غلام يتكلم كل غلام منهم بلغة أخرى فكان ابن الزبير يكلم كل واحد منهم بلغته، فكنت إذا نظرت إليه في أمر دنياه قلت: هذا رجل لم يرد الله طرفة عين، وإذا نظرت إليه في أمر آخرته قلت: هذا رجل لم يرد الدنيا طرفة عين.

(٣٣) ——— وأخرج ابن أبي داود وابن عساكر عن زيد رضي الله تعالى عنه قال: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنها تأتيني كتب لا أحب أن يقرأها كل أحد فهل تستطيع أن تعلم كتاب العبرانية ـ أو قال: السريانية ـ، فقلت: نعم فتعلمتها في سبع عشرة ليلة.

(٣٤) ——— وأخرج البيهقي وابن عساكر وابن النجار عن صعصعة بن صوحان قال: جاء أعرابي إلى علي بن أبي طالب فقال: يا أمير المؤمنين كيف تقرأ هذا الحرف: لا يأكله إلا الخاطون،

كلٌّ والله يخطئ، فتبسم عليٌّ وقال: ﴿لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ﴾، قال: صدقت يا أمير المؤمنين، ما كان الله ليسلم عبده، ثم التفت عليٌّ إلى أبي الأسود الدؤلي فقال: إن الأعاجم قد دخلت في الدين كافة فضع للناس شيئاً يستدلون به على صلاح ألسنتهم فرسم له الرفع والنصب والخفض

(٣٥) ——— وأخرج أبو نعيم في الحلية عن أبي صالح قال: لقد رأيت من ابن عباس — رضي الله عنهما — مجلساً لو أن جميع قريش فخرت به لكان لها فخراً، لقد رأيت الناس اجتمعوا حتى ضاق بهم الطريق فما كان أحد يقدر على أن يجيئ ولا أن يذهب، قال: فدخلت عليه فأخبرته بمكانهم على بابه فقال لي: ضع لي وضوءاً، قال: فتوضأ وجلس وقال: أخرج وقل لهم: من كان يريد أن يسأل عن القرآن وحروفه وما أراد منه فليدخل، قال: فخرجت فآذنتهم فدخلوا حتى ملؤوا البيت والحجرة، فما سألوه عن شيء إلا أخبرهم به وزادهم مثل ما سألوا عنه أو أكثر ثم قال: إخوانكم، فخرجوا، ثم قال: أخرج فقل: من أراد أن يسأل عن تفسير القرآن وتأويله فليدخل، قال: فخرجت فآذنتهم فدخلوا حتى ملؤوا البيت والحجرة فما سألوه عن شيء إلا أخبرهم به وزادهم مثل ما سألوا عنه أو أكثر ثم قال: إخوانكم، فخرجوا، ثم قال: أخرج فقل: من أراد أن يسأل عن الحلال والحرام والفقه فليدخل، فخرجت فقلت لهم، قال: فدخلوا حتى ملؤوا البيت والحجرة فما

سَأَلُوْهُ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرَهُمْ بِهٖ وَزَادَهُمْ مِثْلَهٗ ثُمَّ قَالَ: إِخْوَانُكُمْ فَخَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: أُخْرُجْ فَقُلْ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْفَرَائِضِ وَمَا أَشْبَهَهَا فَلْيَدْخُلْ. قَالَ: فَخَرَجْتُ فَآذَنْتُهُمْ فَدَخَلُوْا حَتّٰى مَلَؤُوْا الْبَيْتَ وَالْحُجْرَةَ، فَمَا سَأَلُوْهُ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرَهُمْ بِهٖ وَزَادَهُمْ مِثْلَهٗ، ثُمَّ قَالَ: إِخْوَانُكُمْ فَخَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: أُخْرُجْ فَقُلْ: مَنْ أَرَادَ أَنْ يَسْأَلَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ وَالشِّعْرِ وَالْغَرِيْبِ مِنَ الْكَلَامِ فَلْيَدْخُلْ، قَالَ: فَدَخَلُوْا حَتّٰى مَلَؤُوْا الْبَيْتَ وَالْحُجْرَةَ فَمَا سَأَلُوْهُ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرَهُمْ بِهٖ وَزَادَهُمْ مِثْلَهٗ. قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ: فَلَوْ أَنَّ قُرَيْشًا كُلَّهَا فَخَرَتْ بِذٰلِكَ لَكَانَ فَخْرًا، فَمَا رَأَيْتُ مِثْلَ هٰذَا لِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ۔

(۳٦) ——— وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِيْ جَامِعِ الْعِلْمِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: لَا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا أَخَذُوا الْعِلْمَ عَنْ أَكَابِرِهِمْ، فَإِذَا أَخَذُوْهُ مِنْ أَصَاغِرِهِمْ وَشِرَارِهِمْ هَلَكُوْا۔

(۳۷) ——— وَأَخْرَجَ أَيْضًا عَنْ بِلَالِ بْنِ يَحْيٰى أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَتٰى صَلَاحُ النَّاسِ وَمَتٰى فَسَادُهُمْ، إِذَا جَاءَ الْفِقْهُ مِنْ قِبَلِ الصَّغِيْرِ اِسْتَعْصٰى عَلَيْهِ الْكَبِيْرُ وَإِذَا جَاءَ الْفِقْهُ مِنْ قِبَلِ الْكَبِيْرِ تَابَعَهُ الصَّغِيْرُ فَاهْتَدَيَا۔

(۳۸) ——— وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِيْ جَامِعِ الْعِلْمِ عَنْ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: إِنَّ أَغْرَى الضَّلَالَةِ لَرَجُلٌ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَلَا يَفْقَهُ فِيْهِ فَيُعَلِّمُهُ الصَّبِيَّ وَالْعَبْدَ وَالْمَرْأَةَ وَالْأَمَةَ فَيُجَادِلُوْنَ بِهٖ أَهْلَ الْعِلْمِ۔

(۳۹) ـــــ وَأَخْرَجَ أَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مَرْفُوْعًا عَنْهُ قَالَ: تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ لِلّٰهِ تَعَالٰى خَشْيَةٌ، وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيْحٌ، وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ، وَتَعْلِيْمَهُ لِمَنْ لَا يَعْلَمُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ، لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَمَنَارُ (سُبُلِ) أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْأُنْسُ فِي الْوَحْشَةِ، وَالصَّاحِبُ فِي الْغُرْبَةِ، وَالْمُحَدِّثُ فِي الْخَلْوَةِ، وَالدَّلِيْلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، وَالسِّلَاحُ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَالزَّيْنُ عِنْدَ الْأَخِلَّاءِ، يَرْفَعُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِ أَقْوَامًا وَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً وَأَئِمَّةً، تُقْتَبَسُ آثَارُهُمْ وَيُقْتَدٰى بِفِعَالِهِمْ وَيُنْتَهٰى إِلٰى رَأْيِهِمْ، تَرْغَبُ الْمَلَائِكَةُ فِي خُلَّتِهِمْ وَبِأَجْنِحَتِهَا تَمْسَحُهُمْ يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِي الْبَحْرِ، وَهَوَامُّهُ وَسِبَاعُ الْبَرِّ وَأَنْعَامُهُ، لِأَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقَلْبِ مِنَ الْجَهْلِ وَ مِصْبَاحُ الْأَبْصَارِ مِنَ الظُّلَمِ، يَبْلُغُ (الْعَبْدُ) بِالْعِلْمِ مَنَازِلَ الْأَخْيَارِ وَالدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَالتَّفَكُّرُ فِيْهِ يَعْدِلُ بِالصِّيَامِ وَمُدَارَسَتُهُ بِالْقِيَامِ، بِهِ تُوْصَلُ الْأَرْحَامُ وَيُعْرَفُ الْحَلَالُ مِنَ الْحَرَامِ، (وَهُوَ) إِمَامُ الْعَمَلِ وَالْعَمَلُ تَابِعُهُ، يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءُ وَيُحْرَمُهُ الْأَشْقِيَاءُ.

(۴۰) ـــــ وَأَخْرَجَ أَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ كُمَيْلِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: أَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِيَدِيْ فَأَخْرَجَنِيْ إِلٰى نَاحِيَةِ الْجَبَّانِ، فَلَمَّا أَصْحَرْنَا جَلَسَ ثُمَّ تَنَفَّسَ ثُمَّ قَالَ: يَا كُمَيْلُ بْنَ زِيَادٍ! الْقُلُوْبُ أَوْعِيَةٌ فَخَيْرُهَا أَوْعَاهَا، اِحْفَظْ مَا أَقُوْلُ لَكَ! النَّاسُ ثَلَاثَةٌ:

فَعَالِمٌ رَبَّانِيٌّ، وَمُتَعَلِّمٌ عَلٰى سَبِيْلِ نَجَاةٍ، وَهَمَجٌ رَعَاعٌ أَتْبَاعُ كُلِّ نَاعِقٍ، يَمِيْلُوْنَ مَعَ كُلِّ رِيْحٍ، لَمْ يَسْتَضِيْئُوْا بِنُوْرِ الْعِلْمِ، وَلَمْ يَلْجَئُوْا إِلٰى رُكْنٍ وَثِيْقٍ. اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِّنَ الْمَالِ، اَلْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَأَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ، اَلْعِلْمُ يَزْكُوْ عَلَى الْعَمَلِ، وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ، وَمَحَبَّةُ الْعَالِمِ دِيْنٌ يُدَانُ بِهَا، اَلْعِلْمُ يُكْسِبُ الْعَالِمَ الطَّاعَةَ فِيْ حَيَاتِهٖ وَجَمِيْلَ الْأُحْدُوْثَةِ بَعْدَ مَوْتِهٖ، وَصَنِيْعَةُ الْمَالِ تَزُوْلُ بِزَوَالِهٖ، مَاتَ خُزَّانُ الْأَمْوَالِ وَهُمْ أَحْيَاءٌ، وَالْعُلَمَاءُ بَاقُوْنَ مَا بَقِيَ الدَّهْرُ، أَعْيَانُهُمْ مَفْقُوْدَةٌ، وَأَمْثَالُهُمْ فِي الْقُلُوْبِ مَوْجُوْدَةٌ. هَاهْ! إِنَّ هٰهُنَا — وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلٰى صَدْرِهٖ — عِلْمًا لَوْ أَصَبْتُ لَهٗ حَمَلَةً! بَلْ أَصَبْتُهٗ لَقِنًا غَيْرَ مَأْمُوْنٍ عَلَيْهِ، يَسْتَعْمِلُ آلَةَ الدِّيْنِ لِلدُّنْيَا يَسْتَظْهِرُ بِحُجَجِ اللّٰهِ عَلٰى كِتَابِهٖ وَبِنِعَمِهٖ عَلٰى عِبَادِهٖ، أَوْ مُنْقَادًا لِأَهْلِ الْحَقِّ لَا بَصِيْرَةَ لَهٗ فِيْ إِحْيَائِهٖ يَقْتَدِحُ الشَّكُّ فِيْ قَلْبِهٖ بِأَوَّلِ عَارِضٍ مِنْ شُبْهَةٍ لَا ذَا وَلَا ذَاكَ، أَوْ مَنْهُوْمٌ بِاللَّذَّاتِ سَلِسُ الْقِيَادِ لِلشَّهَوَاتِ، أَوْ مُغْرًى بِجَمْعِ الْمَالِ وَالْاِدِّخَارِ، وَلَيْسَا مِنْ دُعَاةِ الدِّيْنِ، أَقْرَبُ شِبْهًا بِهِمَا الْأَنْعَامُ السَّائِمَةُ، كَذٰلِكَ يَمُوْتُ الْعِلْمُ بِمَوْتِ حَامِلِيْهِ، اَللّٰهُمَّ بَلٰى لَا تَخْلُو الْأَرْضُ مِنْ قَائِمٍ لِلّٰهِ بِحُجَّةٍ لِئَلَّا تَبْطُلَ حُجَجُ اللّٰهِ وَبَيِّنَاتُهٗ، أُولٰئِكَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ عَدَدًا، الْأَعْظَمُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ قَدْرًا بِهِمْ يَدْفَعُ اللّٰهُ عَنْ حُجَجِهٖ حَتّٰى يُؤَدُّوْهَا إِلٰى نُظَرَائِهِمْ، وَيَزْرَعُوْهَا فِيْ قُلُوْبِ أَشْبَاهِهِمْ، هَجَمَ بِهِمُ الْعِلْمُ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْأَمْرِ فَاسْتَلَانُوْا مَا اسْتَوْعَرَ مِنْهُ الْمُتْرَفُوْنَ، وَأَنِسُوْا بِمَا اسْتَوْحَشَ مِنْهُ الْجَاهِلُوْنَ، صَحِبُوا الدُّنْيَا بِأَبْدَانٍ أَرْوَاحُهَا مُعَلَّقَةٌ بِالْمَنْظَرِ الْأَعْلٰى، أُولٰئِكَ

خُلَفَاءُ اللّٰهِ فِي بِلَادِهٖ وَدُعَاتُهٗ اِلٰى دِيْنِهٖ ، هَاهْ هَاهْ ! شَوْقًا اِلٰى رُؤْيَتِهِمْ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكَ ، اِذَا شِئْتَ فَقُمْ۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى الْاِتْمَامِ وَوَفَّقَنَا بِاِتِّبَاعِ خَيْرِ الْاَنَامِ وَلِنَشْرِ كَلَامِهٖ عَلَى الدَّوَامِ ، وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .



کتابِ لاجواب

تعلیم المتعلم کا اردو اور گجراتی ترجمہ

تحفۃ الطلبہ

جو طلبۂ عزیز کے علاوہ ہر آدمی کے لئے مفید معلومات کا ذخیرہ ہے۔

طيب ادريس بداني

ملنے کے پتے

9898765486



Tayyobbidani@gmail.com